46

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

21 تا 27 دسمبر 2006ء

www.tanzeem.org

ایک منظّم تحریک کی ضرورت

مسلم معاشرہ محض افراد کے دلوں میں اسلام کی نظریاتی بنیاد قائم ہو جانے سے کبھی وجود میں نہیں آ سکتا۔ خواہ ایسے زبانی نام لیواؤں اور دلی خیر خواہوں کی دنیا کے اندر کتنی بڑی بھیڑ جمع ہو جائے۔ اس معاشرہ کو برپا کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اسلام کی قولی شہادت ادا کرنے والے ایک ایسی تحریک کی شکل اختیار کریں جو زندگی سے لبریز اور فعال و منظّم ہو، اس کے افراد کے اندر باہمی تعاون اور یکجہتی ہو، ہم آہنگی اور ہمنوائی ہو، وہ جداگانہ تشخص رکھتی ہو، اُس کے اعضاء انسانی جسم کے اعضاء و جوارح کی طرح منظّم اجتماعی حرکت کے جلو میں اس کے وجود کا دفاع و استحکام کرتے ہوں، اس کی جڑوں کو زمین کی گہرائیوں میں اُتاریں اور اُس کی شاخوں کو افق تا افق وسیع کریں، اور اُن عوامل و اسباب کا سدِ باب کریں جو اُس کے وجود اور نظام پر حملہ آور ہوتے اور اُسے مٹانے کے درپے ہوتے ہیں۔

تحریک کے افراد یہ سب فرائض ایک ایسی بیدار مغز، دور اندیش، اور روشن ضمیر قیادت کی رہنمائی میں سرانجام دے سکتے ہیں، جو جاہلی قیادت سے مستقل اور جداگانہ وجود رکھتی ہو، جو ایک طرف ان کی حرکت اور تگ و دو کی تنظیم کرے، اور اس میں یکجہتی، وحدت اور یگانگت پیدا کرے، اور دوسری طرف ان کے ''اسلامی وجود'' کے استحکام اور توسیع و تقویت کا انتظام بھی کرے، اور اپنے حریفِ مقابل جاہلی وجود کو زائل اور اس کے اثرات کو ناپید کرنے میں اُن کی رہنمائی کرے۔ جاہلی معاشرے کی تہہ بہ تہہ ظلمتوں کے اندر اگر از سرِ نو اسلام کی شمع فروزاں کی جائے گی تو خواہ کوئی دور ہو اور کوئی ملک ہو اس کے بغیر قطعاً چارۂ کار نہ ہوگا کہ پہلے اِسلام کے اس مزاج اور فطرت کو لازمی طور پر سمجھ لیا جائے کہ اس کی نشو و نما ایک تحریک اور ایک نامیاتی نظام کے بغیر ہرگز نہ ہو سکے گی۔

جادہ و منزل
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی.....
انسانیت کے نام قرآن کا پیغام
حقوق نسواں ایکٹ اور ایم ایم اے کی مشکلات
چوتھی صلیبی جنگ کا آغاز
حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی لاہور کے سالانہ اجتماع کی روداد
لادین سیاست اور مومن کا طرزِ عمل
کرپشن محض مالی بے ضابطگی کا نام ہے؟
تفہیم المسائل
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں
عالم اسلام

الھدیٰ (259)

سورۃ المائدہ

(آیات:36 تا39)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۳۶﴾
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا
نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ ﴾

''جو لوگ کافر ہیں اگر اُن کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال ومتاع ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تا کہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو اُن سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اُن کو درد دینے والا عذاب ہوگا۔ (ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور اُن کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت' اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ اُن کے فعلوں کی سزا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔ اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو اللہ اُس کو معاف کر دے گا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

جن لوگوں نے دنیا کی زندگی کفر میں گزار دی اور صراط مستقیم سے دور رہے' یہاں اُن کی بے بسی کا ذکر ہے جو قیامت کے دن اُن پر غالب ہوگی۔ اُس دن انہیں دردناک عذاب کا سامنا ہوگا۔ وہ چاہیں گے کہ اگر اُن کے پاس ساری زمین کی دولت ہوتی اور اتنی ہی اُس کے ساتھ اور بھی ہوتی تو اُسے بطور فدیہ دے کر چھوٹ جائیں اور یوم قیامت کے عذاب سے نجات پائیں' مگر ان سے (یہ ساری دولت بھی) قبول نہ کی جائے گی۔ دنیا کی زندگی میں مال ودولت اور سیم وزر کی بڑی قدر وقیمت ہے۔ آخرت میں نہ کسی کے پاس یہ مال ودولت ہوگا اور نہ ہی یہ کسی کے کام آ سکے گا۔ گویا پہلے تو یہ بات ہی ناممکن ہے کہ کسی کے پاس اتنا مال و دولت ہو لیکن بتا دیا کہ اگر اتنی دولت بھی ہو تب بھی وہ اللہ کے ہاں بطور فدیہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ان لوگوں کے لئے تو دردناک عذاب ہے۔ وہ لوگ چاہیں گے کہ کسی طرح آگ سے نکل بھاگیں مگر اُس سے نکل نہ پائیں گے اور اُن کے لئے مسلسل' دائم اور قائم رہنے والا عذاب ہوگا۔

اب شریعت اسلامی میں چور کی سزا کا ذکر ہے' اور چوری خواہ مرد کرے یا عورت' اُن دونوں کی سزا یہ ہے کہ اُن کا ایک ایک ہاتھ کاٹ دو۔ یہ بدلہ ہے اُن کے کرتوت کا اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے۔ غلام احمد پرویز کہتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نظام قائم کر دیا جائے جس میں ہر شخص کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو رہی ہوں اور کسی کو چوری کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ یہ بات تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ کفالت عامہ ہو۔ ریاست عوام کی تمام ضروریات پوری کرے مگر جو مطلب اس آیت کا پرویز نے لیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ قرآن اپنی حفاظت خود کرتا ہے۔ کسی طرح کا باطل اُس پر حملہ آور ہو کر غالب نہیں آ سکتا۔ دیکھئے الفاظ یہ ہیں کہ دونوں کے ہاتھ کاٹ دو' یہ سزا اُس کمائی کا بدلہ ہے جو انہوں نے کمائی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو انہوں نے کمائی کی (یعنی جرم کیا) ہے اُس کا بدلہ یہ ہے کہ اچھا نظام قائم ہو۔ نکال کہتے ہیں' عبرت ناک سزا کو۔ چوری کی یہ عبرت ناک سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے' حکمت والا ہے۔ اُس کی مقرر کردہ سزائیں حکیمانہ ہیں۔ بے شک سزا کے نفاذ کے لیے قانون شہادت کے تقاضے پورے کرنے مشکل ہوں تو شک کا فائدہ ملزم کو دیا جائے گا لیکن اگر واقعی چوری کا جرم ثابت ہو جائے تو پھر بہر حال اُسے ہاتھ کاٹنے کی سزا ضرور ہوگی۔ جب ایک شخص کو سزا ملے گی تو لاکھوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور آئندہ کوئی چوری کرنے کی ہمت نہ کرے گا۔ معاشرے سے جرائم کے خاتمے کا واحد ذریعہ اسلامی شریعت کی حدود اور تعزیرات ہیں۔ اِس کے بغیر جرائم پہ قابو نہیں پایا جا سکتا۔ امریکہ جیسے معاشرے میں بھی انتہائی گھناؤنے جرائم موجود ہیں' اس لئے کہ وہاں اس قسم کی سزائیں نہیں ہیں۔ لوگ جرم کرتے ہیں' جیل میں رہتے ہیں' سرکاری مہمان بنتے ہیں۔ جب سزا بھگت کر جیل سے باہر آتے ہیں تو دوبارہ جرم کرتے ہیں اور اس طرح جرائم بڑھتے ہی جاتے ہیں۔

پس جس شخص نے جرم کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جرم کی سزا دنیا میں ختم نہیں ہوگی۔

فرمان نبویؐ

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَا مِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو عمل صالح جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے' اتنا کسی دوسرے دن میں نہیں۔''

تشریح جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے ساتھ دنوں میں جمعہ کو' اور سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان المبارک کو' اور پھر رمضان المبارک کے تین عشروں میں سے عشرہ اخیر کو خاص فضیلت بخشی ہے' اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کو بھی فضل ورحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے' اور اسی لئے حج بھی انہی ایام میں رکھا گیا ہے۔ بہر حال یہ رحمت خداوندی کا خاص عشرہ ہے۔ ان دنوں میں بندے کا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے' اور اس کی بڑی قیمت ہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبوب الحق عاجز

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی ترقی سے مگر

ایکسپو سینٹر کراچی میں ایک کتاب میلے کا افتتاح کرتے ہوئے وفاقی وزیر تعلیم لیفٹیننٹ جنرل (ر) جاوید اشرف قاضی نے کہا ہے کہ ملک بھر سے انگریزی میڈیم سکول ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اب تمام سرکاری سکولوں میں انگریزی اور اردو زبانوں میں تعلیم دی جائے گی۔ ضیاء الحق کے دور میں اسکولوں میں اردو کو رواج دینے کا سلسلہ شروع کیا گیا' جس کی وجہ سے طبقاتی نظام تعلیم کو فروغ ہوا اور تعلیمی نظام تباہ ہوا۔ اُس دور میں جو مضامین اسلامیات کی کتاب میں شامل کئے گئے وہی اردو اور مطالعہ پاکستان کی کتابوں میں ملیں گے۔ ہم نے یہ سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اسلامیات سے متعلق مضامین اب صرف اسلامیات میں ہی ملیں گے۔ ہم ایجوکیشن ریفارمز کر رہے ہیں جس کا آغاز 2007ء سے ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ نصاب کو عصری تقاضوں کے مطابق کر رہے ہیں۔ سندھ کی تاریخ محمد بن قاسم سے نہیں موہنجوداڑو سے شروع ہوتی ہے۔ اِسی طرح ہم 71 کی جنگ کو بھی نصاب میں لا رہے ہیں۔ ہم اپنے تعلیمی نظام کو ترقی پسند بنانا چاہتے ہیں۔ ایک اور موقع پر انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں ترقی کی راہ پر وہی قومیں گامزن ہوتی ہیں جو اپنی نسلوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتی ہیں۔ تعلیمی نصاب کو جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جا رہا ہے۔ نئے تعلیمی نصاب اور نظام تعلیم کو نافذ کرنے کے بعد نوجوان نسل کو صحیح معنوں میں تعلیم دی جا سکے گی۔ انہوں نے ''دینی اصلاحات'' کے حوالے سے ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اب سکول کے طلبہ وطالبات قرآن کے ''40 سیاروں'' کی تعلیم سکول ہی میں حاصل کریں گے۔

وفاقی وزیر تعلیم نے نصاب اور نظام تعلیم میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیوں کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے' وہ حیران کن نہیں۔ وہ اِس سے پیشتر بھی مختلف فورموں پر اِسی قسم کی تبدیلیوں کے حوالے سے حکومتی عزائم اور ارادوں کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ جہاں تک اُن کی اِس بات کا تعلق ہے کہ ترقی کی راہ پر وہی قومیں گامزن ہوتی ہیں جو اپنی نسلوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لاتی ہیں' تو اِس بارے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ بلاشبہ تعلیم اور ترقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تعلیمی ترقی ہی سے معاشرے عروج وکمال حاصل کرتے ہیں۔ مگر ترقی کا مفہوم واضح ہونا ضروری ہے۔ کیا ترقی سے مراد محض مادی ترقی ہے' یا اخلاقی ترفع اور شخصیت کی سیرت وکردار کی تعمیر بھی اِس میں شامل ہے' اگر بات پہلی ہے تو کوئی بھی مسلمان معاشرہ اِس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اِس ترقی کے مادی فوائد بجا سہی' مگر یہ اُس کا ایک رُخ ہے' اِس کا دوسرا رُخ انتہائی بھیانک اور تاریک ہے' جس کا تماشا اہل مغرب اپنے ہاں دیکھ چکے ہیں۔

یہ بات کہ نصاب تعلیم میں عصری تقاضوں کے مطابق تبدیلیاں اور نظام کی بہتری کے لئے اعلیٰ سطحی اقدامات ناگزیر ہیں' اِس سے کسی صاحب فہم پاکستانی کو انکار نہیں۔ اِس بات کا مطالبہ تو اہل وطن ایک عرصے سے کر رہے ہیں کہ ملک کے فرسودہ نصاب اور نظام تعلیم اصلاح کی جائے' جو نئے دور کے تقاضوں اور قومی اہداف سے ہم آہنگ ہو۔ تعلیم کے شعبہ میں تبدیلیاں ضرور کی جائیں مگر یہ قوم کے اساسی نظریے اور امنگوں کی عکاس ہونی چاہئیں۔ نظام تعلیم میں نصاب کی بنیادی اہمیت ہوتی ہے۔ اِس کی ترتیب وتدوین میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ یہ قوم کے عقائد ونظریات' روایات واقدار تہذیب وثقافت اور تاریخ کا آئینہ دار ہو۔ تشویشناک امر یہ ہے کہ ''روشن خیال'' حکمران نصاب اور نظام تعلیم کے حوالے سے جو اقدامات اٹھا رہے ہیں وہ عصری تقاضوں اور ضروریات کی بجائے عالمی دباؤ اور ڈکٹیشن کا نتیجہ ہیں۔ ان کے پس منظر میں قومی اہداف کا عنصر نہیں' بلکہ عالمی طاغوتی ایجنڈا' اسلام دشمن این جی اوز کی خوفناک پلاننگ اور حکمرانوں کی سیکولر اپروچ دکھائی دیتی ہے۔

حکمرانوں کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان دوقومی نظریے کے تحت معرض وجود میں آیا۔ وہ ملت اسلامیہ پاکستان کو اقوام مغرب پر قیاس نہ کریں۔ یہ ملت اپنی ترکیب میں خاص شان رکھتی ہے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا' لہٰذا روشن خیالی کے نام سے نصاب میں ایسی تبدیلیاں برداشت نہیں کی جا سکتیں' جو اسلامی نظریے سے متصادم ہوں' اور جن کا ہدف ایک سیکولر سوسائٹی کا قیام ہو۔

ہم یہ واضح کر دینا چاہتے کہ تعلیمی شعبے کے حوالے سے اصل مسائل وہ نہیں جن کا تذکرہ حکمران کرتے ہیں بلکہ اصل مسئلہ نصاب کی دورنگی اور طبقاتی نظام تعلیم ہے۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ ملک بھر میں یکساں نصاب رائج کیا جائے۔ یہ نصاب قومی اہداف' نظریات اور عصری ضروریات سے مطابقت رکھتا ہو۔ نیز طبقاتی نظام کی وجہ سے معاشرہ منقسم ہے' اِس کے خاتمے کے لئے انقلابی اقدامات کئے جائیں' تا کہ ایک ہی نصاب اور نظام کے تحت قوم کے بچے تعلیم حاصل (باقی صفحہ 19 پر)

''تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر''

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 46

21 تا 27 دسمبر 2006ء
29 ذوالقعدہ تا 5 ذوالحجہ 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

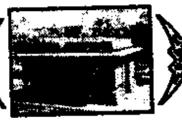

سینتالیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ! — یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!
یا سنجر و طغرل کا آئینِ جہانگیری — یا مردِ قلندر کے اندازِ ملوکانہ!
یا حیرت فارابی' یا تاب و تبِ رومی — یا فکرِ حکیمانہ' یا جذبِ کلیمانہ!
یا عقل کی روباہی' یا عشقِ یداللّٰہی — یا حیلۂ افرنگی' یا حملۂ ترکانہ!
یا شرعِ مسلمانی' یا دیر کی دربانی — یا نعرۂ مستانہ' کعبہ ہو کہ بت خانہ!
میری میں' فقیری میں' شاہی میں' غلامی میں — کچھ کام نہیں بنتا بے جرأتِ رندانہ!

اِس غزل میں ایک مرکزی خیال پایا جاتا ہے' جسے اقبال نے مختلف طریقوں سے ذہن نشین کرایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہے تو اُسے سب سے پہلے اپنی زندگی کا نصب العین متعین کر لینا چاہیے۔ نصب العین یا تو دینی ہوگا یا دنیاوی ہوگا' یا اللہ کی رضا کا حصول ہوگا یا دنیا کا حصول ہوگا۔ تیسری کوئی صورت نہیں ہے' اور اِن دونوں کا اجتماع بھی ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے (جس کا نام معلوم نہیں)

ہم خداخواہی وہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

یعنی مسلمان کو پہلے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ دنیاوی بادشاہت اور اُس کی شان و شوکت یا قلندری اور اُس کا اندازِ حکومت؟ فارابی کی حیرت اور ذہنی کشمکش؟ یا رومی کا سوز و گداز اور اطمینانِ قلب؟ عقل کی پُرفریب زندگی یا عشقِ الٰہی کی پاکیزگی؟ شریعتِ اسلامی کی پابندی یا بُتوں کی غلامی؟ غرض اِن دو راستوں میں سے اُسے اپنے لیے ایک راستے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ اس کے بعد انسان کو چاہیے کہ یکسو ہو کر اپنی پوری قوت اِس نصب العین کے حصول میں صرف کر دے۔ خدا ترسی ہو یا دنیا طلبی' فقیری ہو یا بادشاہی' جو مقصد بھی ہو' اُس کے حصول کے لیے جرأتِ رندانہ درکار ہے' اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

''جرأتِ رندانہ'' اقبال کی اصطلاح ہے اور اس سے ان کی مراد ہے نتائج سے بے پروا ہو کر' حصولِ مقصد کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ لینا اور سر پر کفن باندھ کر میدانِ عمل میں کود پڑنا۔ اس کے بغیر وہ گوہر یک دانہ یعنی نصب العین یا مقصدِ حیات حاصل نہیں ہو سکتا۔

1۔ ''گوہر یک دانہ'' کے لغوی معنی ہیں' وہ موتی جس کے ساتھ کا دوسرا نہ ہو۔ یک رنگی سے مُراد یہ ہے کہ جب مقصدِ حیات متعین ہو جائے تو پھر اس کے علاوہ کوئی اور خیال دل میں نہ آنے پائے' کیونکہ جو شخص دو کشتیوں میں پاؤں رکھتا ہے' وہ راستے ہی میں غرق ہو جاتا ہے۔ کبھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا' جسے شک ہو' وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ آزادی سے مُراد ہے انسان کا اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے میں آزاد ہونا' کیونکہ جو شخص پابندِ غیر ہے' وہ اِس لائق نہیں کہ کوئی مقصد اپنے سامنے رکھ سکے۔ اگر کوئی شخص غلام ہے تو اُسے سب سے پہلے آزادی حاصل کرنی چاہیے۔ ''ہمت مردانہ'' یہ اس ساری غزل کی جان ہے کیونکہ انسان کا مقصدِ حیات کوشش کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا' اور کوشش ہمت پر منحصر ہے' جس شخص میں ہمت نہیں' وہ کوشش نہیں کر سکتا۔

اس شعر کی ایک اور تشریح یہ ہے کہ منافقت سے گریز کرنا چاہیے۔ منافقت سے گریز کو وہ یک رنگی کے عمل سے تعبیر کرتے ہیں اور آزادی سے اُن کی مراد آزادیٔ اظہار' آزادیٔ خیر اور حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے زندگی کے ہر معاملے میں مکمل آزادی ہے۔ چنانچہ مطلع میں کہتے ہیں کہ اے ہمتِ مردانہ! اِس حقیقت سے آگاہ رہ کہ آزادی اور منافقت سے گریز کا عمل ہی ایسے عناصر ہیں جن کی مدد کے بغیر انسان کو گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آتا۔

2۔ نظم کے کم و بیش تمام اشعار میں آزادی و یک رنگی کے حوالوں سے علامہ نے ایک تقابلی فضا تخلیق کی ہے۔ اِس شعر میں فرماتے ہیں کہ اے ہمتِ مردانہ! یا تو سنجر اور طغرل جیسے عالی مرتبت حکمرانوں کی طرزِ جہاں گیری اختیار کر لے یا اپنے اندر سچے درویشوں کی صفات پیدا کر لے۔

3۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ اِن تمام اشعار میں ایک طرح کے تقابلی جائزے کے علاوہ موضوع کے اعتبار سے تسلسل کی فضا موجود ہے۔ چنانچہ اِس شعر میں کہا گیا ہے کہ یا تو حکیم ابوالنصر فارابی جیسی حکمت و دانش حاصل کر یا مولانا روم جیسا سوز و گداز' کہ یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مطیع رہا ہے۔

4۔ جب بات عقل تک پہنچے تو اِس کی حیلہ سازی اور عیاری سیکھ لے' کہ یہی مغرب کے دانشوروں کا وطیرہ ہے۔ یا پھر علیؓ شیرِ خدا کی جرأت' اور عشقِ حقیقی کے علاوہ تُرک عساکر کی جرأت و یلغار اپنا لے!

5۔ یہ بھی نہیں تو پھر اسلامی شریعت اپنا لے یا پھر کفار کی کاسہ لیسی اختیار کر لے۔ یوں بھی کعبہ ہو یا بُت خانہ' مردوں کا شیوہ یک رنگی پر مبنی ہونا چاہیے۔

6۔ سرداری ہو یا فقیری' بادشاہی ہو یا غلامی' ہر عمل کی تکمیل جرأتِ رندانہ ہی سے ممکن ہے۔ اِن اشعار میں علامہ نے مختلف شخصیتوں اور کردار کے حوالوں سے ایسی فضا تخلیق کی ہے جو نوعِ انسانی کے انتہائی تضادات کی آئینہ دار ہے اور جس کا مقصد آزادی اور یک رنگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

منبر و محراب

انسانیت کے نام: قرآن حکیم کا پیغام

(III)

مسجد دارالسلام، باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے یکم دسمبر 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سورۃ البقرہ کی آیات 23 تا 25 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد) حضرات! پچھلے چند اجتماعات جمعہ سے سورۃ البقرہ کے تیسرے رکوع کی روشنی میں "قرآن حکیم کا پیغام: نوع انسانی کے نام" زیر بحث ہے۔ گزشتہ جمعوں کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! خدائے واحد کی بندگی کرو۔ وہی تمہارا خالق و مالک ہے۔ اُسی نے تمہیں زندگی عطا کی ہے۔ تمہارے رزق کے تمام اسباب مہیا کئے ہیں۔ تمہارے مہربان رب نے تمہارے لئے زمین کو آراستہ کر دیا ہے اور آسمان کو بطور چھت بنایا ہے۔ اس حقیقت پر دل و جان سے ایمان لے آؤ کہ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے، جہاں انسان کو اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ انسان کی دانشمندی یہ ہے کہ اصل اور حقیقی زندگی کی کامیابی کی فکر کرے۔ وہ طرز زندگی اختیار کرے جو اللہ کو مطلوب ہے اور اُن اعمال وافعال سے اجتناب کرے جو اللہ کو ناپسند ہیں۔

سوال یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی بندگی کا طریقہ کیسے معلوم ہو؟ وہ کس طرح معلوم کرے کہ خیر وشر کیا ہے، صحیح راستہ کون سا ہے اور غلط کون سا۔ چنانچہ اس کے لئے پیغام قرآنی کی ایک اور اہم شق یہ ہے کہ انسان اللہ کے رسولوں اور آسمانی کتابوں پر ایمان لائے۔ کیونکہ انہی کے ذریعے انسانیت صراط مستقیم سے آشنا ہوتی ہے۔ ان کے بتائے ہوئے ضابطۂ حیات پر عمل کر کے بندگیٔ رب کا بنیادی تقاضا پورا کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر دور کے انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے نبی اور رسول بھیجتا رہا ہے۔ یہ عظیم المرتبت انبیاء معصوم عن الخطا ہوتے اور سیرت و کردار کی بلندیوں پر فائز ہوتے تھے۔ چنانچہ جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کرتے تو اپنی صداقت کا پہلا ثبوت اپنے کردار کو پیش کرتے۔ کہتے: دیکھو میں نے تم لوگوں میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ گزارا ہے اور تم گواہ ہو کہ میری زندگی آئینہ کی طرح شفاف ہے، پھر تمہیں چاہیے کہ میری دعوت حق کو قبول کر لو۔ اب جو لوگ سلیم الفطرت ہوتے اُن کی دعوت پر لبیک کہہ دیتے، مگر لوگوں کی اکثریت کا حال ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ ایمان نہ لاتے تھے۔ اب ایسے لوگوں کو معجزے دکھائے جاتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے جب اپنی دعوت حق پیش کی تو باوجود اس کے کہ لوگ آپ کو الصادق اور الامین جانتے تھے، آپ کی مخالفت کرنے لگے۔ آپؐ کو ساحر کہا گیا۔ کلام الٰہی چونکہ وحی کی صورت میں آپؐ کے قلب مبارک پر نازل ہوتا تھا، چنانچہ آپؐ نے جب اُسے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اعتراض کیا گیا کہ (معاذ اللہ) محمد ﷺ نے یہ کلام اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے اور اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ کہا گیا کہ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو تورات کی طرح الواح کی صورت میں اتارا جاتا۔ یا ہمارے سامنے کوئی فرشتہ کلام لے کر آتا، جسے ہم دیکھتے اور چھو سکتے۔ آیت نمبر 23 میں مشرکین کے اسی اعتراض کا جواب دیا گیا۔ فرمایا:

> **نجات اُخروی کے لئے قرآن حکیم اور رسالت محمدی ﷺ پر ایمان لانا لازم ہے۔ اِس کے بغیر ایمان کا دعویٰ ہرگز معتبر نہیں۔ جو شخص بھی قرآن کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکاری ہو خواہ اللہ کو مانتا ہو اور تمام سابقہ انبیاء ورسل پر بھی ایمان رکھتا ہو**

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

"اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربیؐ) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

یعنی اگر تم یہ کہتے ہو کہ قرآن حکیم اللہ کا کلام نہیں ہے، بلکہ انسانی کلام ہے تو تمہیں چیلنج کیا جا رہا ہے کہ آخر تم بھی انسان ہو، اس کے مثل کلام لے آؤ۔ تمہارے درمیان چوٹی کے شعراء، ادباء اور خطباء موجود ہیں انہیں بلا لاؤ، اپنے سب حمایتیوں کو اکٹھے کر لو اور سب مل کر اس قرآن جیسی ایک سورت بنا دو۔

سورۂ بنی اسرائیل میں یہاں تک فرمایا گیا:

﴿ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾

"کہہ دو کہ اگر انسان اور جن بھی اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں"

تاریخ گواہ ہے کہ اہل عرب اپنی تمام تر فصاحت و بلاغت کے باوجود قرآن حکیم کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔

اگلی آیت نمبر 24 میں واضح کر دیا گیا کہ قرآن پر اعتراض کرنے والے اس جیسا کلام لانے کی ہرگز صلاحیت نہیں رکھتے۔ اللہ کا کلام، کلام معجز ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے طرز فکر و عمل کا جائزہ لینا چاہیے۔ فرمایا:

﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾

"لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

یعنی اگر تم اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکتے اور

یقیناً نہیں دے سکتے' تو پھر تمہارے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ نہیں' اس کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ تمہارا دعویٰ باطل اور بے دلیل ہے۔ حقیقت میں تم محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہو۔ تمہاری یہ روش سخت ہلاکت اور خسارے کا موجب ہو گی۔ یاد رکھو! اگر تم اس سے باز نہ آئے تو جہنم کی دہکتی آگ کا ایندھن بنو گے۔ وہ آگ جو کفر اور انکار کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

قرآنی آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اُن سے اپنے مطلب کا مفہوم نکالنا قرآن حکیم کی تعلیمات میں معنوی تحریف کے مترادف ہے

اِس سے معلوم ہوا کہ نجاتِ اُخروی کے لئے قرآن حکیم اور رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان لانا لازم ہے۔ اس کے بغیر ایمان کا دعویٰ ہرگز معتبر نہیں۔ جو شخص بھی قرآن کا انکار کرے' وہ کافر ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکاری ہو' خواہ اللہ کو مانتا ہو اور تمام سابقہ انبیاء و رسل پر بھی ایمان رکھتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد تا قیامِ قیامت وہی لوگ ایمان والے شمار ہوں گے جو آپ کی رسالت کا اقرار کریں گے۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں روشن خیالی' رواداری اور وسعتِ ظرفی کے نام پر انتہائی گمراہ کن افکار کا چرچا کیا جا رہا ہے۔ بعض نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اگر وہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا؟ وہ اللہ کو مانتے ہیں' دوسرے انبیاء پر تو ایمان رکھتے ہیں' آخرت کو تو مانتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اہل کتاب کو کافر کہنے کی بجائے اُن کے معاملے میں رواداری اور وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہیے' کیونکہ اُخروی نجات کے لئے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان کافی ہے' اور اُن سے نبی ﷺ پر ایمان کا مطالبہ نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ دانشور اپنی اِس فکر کے لئے سورۃ البقرہ کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى
وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ ﴾

''جو لوگ مسلمان ہیں' یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست ہیں' جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا۔ اور (قیامت کے دن) اُن کو نہ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

حالانکہ اِس آیت سے ایمان بالرسالت کے لزوم کا انکار سراسر غلط ہے۔ اِس آیت کا خاص سیاق و سباق ہے' اور وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ نجات صرف یہود و نصاریٰ کے لئے ہے۔ یعنی جو شخص یہودی ہو گا' یا جو نصرانی ہو گا وہی جنت میں جائے گا۔ قرآن حکیم نے یہاں اُن کے اِس تصور کی نفی کی اور واضح کیا کہ نجات یہود و نصاریٰ کے ساتھ خاص نہیں' بلکہ جو شخص بھی رسولِ وقت پر ایمان لایا اور اُس نے شریعت پر عمل کیا' وہ نجات پائے گا' اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اِس اعتبار سے اسلام سے پہلے جو لوگ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے اور اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے' وہ فوز و فلاح کے حقدار ہوں گے' اور اُن سے قبل جو لوگ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے اور شریعتِ موسوی کی صحیح معنوں میں پیروی کی' وہ بھی نجات پائیں گے۔ اب اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد آخرت میں وہی لوگ نجات پائیں گے جو نبی اکرم ﷺ پر صدقِ دل سے ایمان لائیں گے اور آپ کی روشن اور پاکیزہ تعلیمات کو اپنائیں گے۔

پس مذکورہ آیت سے یہود و نصاریٰ کی نجات کا اثبات اور رسالتِ محمدیؐ پر ایمان کی لزومیت کا انکار کھلی گمراہی ہے۔ جو لوگ اس طرزِ فکر کے حامل ہیں' کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ سورۃ البقرہ کی جس آیت کو بنیاد بنا کر وہ رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان کی لزومیت کا انکار کرتے ہیں' اُس سے پہلے اِسی سورۃ میں اہل کتاب کو قرآن حکیم پر ایمان کا حکم دیا گیا ہے۔ (اور ظاہر ہے کہ قرآن حکیم پر ایمان کے لئے نبی اکرم ﷺ پر ایمان ضروری ہے۔)

﴿ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ
وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ﴾ (البقرہ:41)

''اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) نازل کی ہے جو تمہاری کتاب (تورات) کو سچا کہتی ہے اس پر ایمان لاؤ اور اِس سے منکرِ اوّل نہ بنو۔''

حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد دانشوروں کا یہ طرزِ فکر انتہائی خطرناک ہے۔ قرآنی آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اُن سے اپنے مطلب کا مفہوم نکالنا قرآن حکیم کی تعلیمات میں معنوی تحریف کے مترادف ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے

پریس ریلیز

15 دسمبر 2006ء

خلافِ قرآن و سنت بل کی منظوری نظام کی خرابی کا مظہر ہے

جب تک نظام تبدیل نہ ہو گا شریعت کو بازیچۂ اطفال بنایا جاتا رہے گا

حافظ عاکف سعید

خلافِ قرآن و سنت بل کی منظوری نظام کی خرابی کا مظہر ہے۔ ہمارا پورا نظام گل سڑ چکا ہے' جب تک نظام تبدیل نہ ہو گا شریعت کو بازیچۂ اطفال بنایا جاتا رہے گا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج پاکستان پوری دنیا میں کرپشن کے حوالے سے تیسرے یا چوتھے نمبر پر ہے۔ ہمارے ہاں انصاف صرف کاغذی شے ہے۔ انصاف میں تاخیر بھی ظلم ہے لیکن یہاں ساری عمر گزرنے کے بعد بھی انصاف نہیں ملتا۔ یہ سب اس ظالمانہ نظام کی خرابیاں ہیں جو ہمارے ہاں رائج ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں طالبان حکومت نے شریعت نافذ کی تو پوری دنیا نے اس کی برکات کا مشاہدہ کیا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے افغانستان کے دورے کے بعد کہا تھا کہ اگر طالبان جیسا اسلامی نظام مزید دو تین اسلامی ملکوں میں بھی نافذ ہو جائے تو پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ لیکن ہمارے حکمران شریعت سے دامن چھڑانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے جن اسلام دشمن طاقتوں کو راضی کرنے کے لیے تحفظ حقوقِ نسواں جیسے غیر شرعی بل کو پاس کیا ہے وہ اب بھی ان کے سروں پر سوار ہیں اور اب طالبان کی مدد جیسے الزامات تھوپ رہے ہیں۔ کرزئی اور بھارت کی الزام تراشیوں کا سلسلہ بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں فلاح کا راستہ یہی ہے کہ صرف ایک اللہ کو راضی کرنے کے لیے یہاں دین کو نافذ و قائم کیا جائے۔ ورنہ ذلت و رسوائی اسی طرح مقدر بنی رہے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

بارے میں اقبال کہتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

یہ لوگ عامۃ المسلمین کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں' حالانکہ حقیقت میں یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ خود فریبی کا شکار ہیں۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹﴾ (البقرہ)

''یہ (اپنے پندار میں) اللہ کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں' مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس سے بے خبر ہیں۔''

اس حقیقت میں کسی شبے کی ہرگز گنجائش نہیں کہ رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان' ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ یہ نجات کے لئے شرط لازم ہے۔ آپؐ کی بعثت تمام انسانیت کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اب اُسی شخص کا ایمان معتبر ہوگا جو آپؐ رسالت پر دل و جان سے ایمان لائے۔ اِس کے بغیر ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔

(جاری ہے) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

بقیہ: کالم آف دی ویک

لیے دو منتخب اسمبلیاں توڑ دیں' کیا یہ کرپشن نہیں؟ پیچھے رہ گئے' ہمارے موجودہ صدر جنرل پرویز مشرف' ہمارے صدر معظم نے خود فرمایا تھا ''اگر نواز شریف مجھے نہ چھیڑتے تو وہ آج بھی وزیر اعظم ہوتے'' ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے...... یہ کیا ہے؟ یقین کیجئے' صرف رشوت لینے والا شخص کرپٹ نہیں ہوتا بلکہ ہر وہ شخص جو اللہ کی دی ہوئی نعمت اور قابلیت سے پورا کام نہیں لیتا' ہر وہ شخص جو اپنے اختیار کو دوسروں کی ناک تک وسیع کر دیتا ہے' جو اپنی ٹانگیں دوسرے کی چادر تک پھیلا دیتا ہے' جو شور بے والی پلیٹ میں بوٹیاں ڈال دیتا ہے اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بینائی سے شیطان کی سوئی میں دھاگہ ڈالتا ہے وہ شخص بھی کرپٹ ہوتا ہے' وہ شخص بھی بے ایمان ہوتا ہے لیکن افسوس ہم نے کرپشن کو صرف مال' دولت اور نیب تک محدود کر دیا۔ افسوس ہماری نظر میں پیسے لے کر کام کرنے والا تو کرپٹ ہے لیکن وہ شخص جو دفتر آ کر کام نہیں کرتا' جو دفتر کے اے سی اور ہیٹر میں بیٹھ کر سارا سارا دن کھیاں مارتا ہے' ہم اسے ایماندار سمجھتے ہیں۔ ہم اسے مواخذے اور احتساب سے مبرا سمجھتے ہیں' ہم کیسے لوگ ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ ''ایکسپریس'')

✿✿✿✿✿

حرفِ راز

''تحفظ نسواں بل'' کے پس پردہ حقائق

جواد حیدر

جنگ کے میدانوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہونے والے شکست خوردہ یہودیوں اور عیسائیوں کو جب یقین ہو گیا کہ ان شہادت کے متلاشی مسلمانوں کو میدان جنگ میں زیر کرنا مشکل ہی نہیں' ناممکن ہے تو ان کے تھنک ٹینکس کی پالیسی کا رخ یوں بدلا کہ اب جنگ کے میدان سجانے کی بجائے مسلمانوں سے وہ اندرونی شے چھین لی جائے جو ان کو میدان کارزار میں جرأت و جذبہ بخشتی ہے' اور وہ ان کا اپنے خدا پر ایمان ہے۔ اس لیے عرصہ دراز سے ان کی پالیسی یہ رہی ہے کہ مسلمانوں سے ان کا خدا پر ایمان چھین لیا جائے۔ یوں انہیں ہر میدان میں شکست دی جا سکے گی۔ ان کی انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج مساجد و مدارس ویران' عریانی و فحاشی کے اڈے بارونق' تعلیم موجِ زوال میں غرق' اخلاقیات پستیوں کا شکار اور قانون دستِ اغیار میں بازیچۂ اطفال بن چکا ہے۔

ان کی بنیادی پالیسیوں میں یہ بات شامل ہے کہ پوری دنیا کی معیشت اپنے قبضہ میں کی جائے اور پیٹ کا جہنم بھرنے کے لیے اغیار کو اپنا غلام بنا کے رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی معیشت کو کامیاب اور مستحکم بنانے کے لیے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے۔ ان کے یہ کام بھلے ہوں یا برے' اس میں چاہے کسی کا نقصان مضمر ہو یا فائدہ' نتائج مثبت ہوں یا منفی...... ان کی زہر آلود ذہنیت اپنا کام جاری رکھتی ہے۔ اپنی معیشت کی حفاظت اور اسے مزید پروان چڑھانے کے لیے انہوں نے ہر قسم کے کارخانے اور فیکٹریاں کھولیں۔ انہی میں سے امریکہ و یورپ میں چلنے والی وہ صنعتیں بھی ہیں' جو سالانہ کھربوں ڈالر کی Sex Products تیار کرتی ہیں۔

باقی ممالک کو چھوڑ کر صرف امریکی صنعتوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہاں سالانہ اربوں ڈالر کی سیکس پراڈکٹس تیار کی جاتی ہیں۔ اس کی واضح ترین مثال گزشتہ برس کی وہ رپورٹیں ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ سال 2005ء میں جنسی اشیاء کی پیداوار کی کھپت 37 ارب ڈالر رہی۔

ان اشیاء کی فروخت کے لیے دنیا میں منڈیوں کی تلاش ایک اہم کام ہے۔ امریکی حکومتیں چونکہ اقتصادی کمپنیوں کی مرہون منت ہوتی ہے' اس لیے ان کمپنیوں اور فیکٹریوں کا تحفظ ان کا اولین مقصد ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان فیکٹریوں کی ترقی کے لیے ہر قسم کا لائحہ عمل اختیار کرتی ہیں' راستے کی ہر رکاوٹ دور کرتی اور راہ ہموار کرتی ہیں۔ ان کی ان پراڈکٹس کی ترسیل میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ ریاستیں ہیں جہاں آزادانہ جنسیات کی ممانعت ہے۔ پاکستان آج تک ان اشیاء کی منڈی بننے میں ناکام رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں جنسی آزادی نہیں تھی اور ایسی بے راہ روی پر قانوناً سزا بھی متعین تھی' کیونکہ یہاں پر حدود آرڈیننس لاگو تھا۔ چونکہ یہاں پر امریکہ و یورپ کی ان پراڈکٹس کی فروخت میں یہی چند امور مانع رہے اس لیے ضروری تھا کہ ان رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ ایسے قوانین کو منسوخ کروایا جائے اور اگر ان کی منسوخی ناممکن نظر آئے تو ان کو اس حیثیت سے پیش کیا جائے کہ یہ عملاً منسوخ ہو جائیں۔

اس ''عظیم'' کام کے لیے پاکستان پر امریکی دباؤ بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور آخر کار وہ لمحہ بھی آیا جب صدر پاکستان نے اپنے حالیہ دورے میں مائی باپ امریکہ کو اس بات کا یقین دلایا کہ حدود آرڈیننس منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور اس بات کو دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ نے نشر کیا۔ اس لیے پاکستان میں حدود آرڈیننس میں تبدیلی قانونی اور تحفظ نسواں کے پیش نظر نہیں کی گئی' بلکہ پس پردہ حقائق کچھ اور ہیں۔ اگر تحفظ نسواں مقصود ہوتا تو ونی' قرآن سے شادی' وٹہ سٹہ' کاروکاری اور عورتوں پر ڈھائے جانے والے دیگر مظالم پر قانون بنایا جاتا' مگر افسوس' قانون تحفظ فحاشی' نسواں' بل ہی ہمارا مقدر ٹھہرا۔

تحفظ نسواں ایکٹ اور
ایم ایم اے کی مشکلات

ڈاکٹر اسرار احمد بانی تنظیم اسلامی

نام نہاد ''حقوق نسواں بل'' پارلیمنٹ اور سینٹ سے بھاری اکثریت سے منظور ہونے اور صدر مملکت کے دستخطوں کے بعد قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام نے بالاتفاق اس بل میں ہونے والی ترامیم کو غیر اسلامی قرار دیا ہے جبکہ دوسری جانب ''مفتی اعظم'' جنرل پرویز مشرف اس بل کے اسلامی ہونے کا ''فتویٰ'' جاری کر چکے ہیں اور ان کے حکومتی کارندے بل کے مخالفین کو بلا جھجک ''تنگ نظر''، ''ملا'' اور ''منافق'' قرار دے رہے ہیں۔ سب سے توجہ طلب امر یہ ہے کہ حکومت کے کرائے کے ''دانشور'' بھی اس بل میں ہونے والی ترامیم سے مطمئن نہیں ہیں۔ کسی علمی اور فقہی بحث میں پڑے بغیر اس بل کے غیر اسلامی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ عالم کفر کے دو رہنماؤں بش اور بلیئر نے اس بل کی منظوری پر حکومت پاکستان کی تحسین ''فرمائی'' ہے اور کہا ہے کہ آغاز اچھا ہے اور ابھی Do more, Do more کا مطالبہ جاری ہے۔

بل کی غیر اسلامی شقوں کو بے نقاب کرنے پر میں علمائے کرام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جسٹس مفتی تقی عثمانی سمیت جن علماء کرام نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ بس یہ کام ذرا تاخیر سے ہوا اگر یہ کام منظوری سے قبل ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔ اس مسئلے پر میں بھی خاموش رہا۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میں نہ تو سکہ بند عالم دین ہوں نہ فقہی امور کا ماہر۔ میری حیثیت قرآن کے طالب علم کی ہے اور قرآن کے جن امور کو سمجھا ہوں ان کی تعلیم و تبلیغ ہی میرا مشن ہے۔ بل کے بارے میں علماء کرام کی آراء سامنے آنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ یہ بل فروغ بدکاری اور فروغ زنا کا بل ہے اور یہ اس طاغوتی ایجنڈے کی تکمیل کا حصہ ہے جس کو "Social engineering" کا نام دیا گیا ہے اور جس ایجنڈے کی تنفیذ کے لیے اربوں ڈالر خرچ کیے جا رہے ہیں۔

سوشل انجینئرنگ نامی ایجنڈے کے فروغ کے لیے سب سے پہلے 1994ء میں مصر کے شہر قاہرہ میں ''بہبود آبادی'' کے عنوان سے ایک کانفرنس ہوئی۔ پھر چین کے شہر بیجنگ میں اسی عنوان سے ایک اور کانفرنس ہوئی۔ اس کے بعد جون 2000 میں بیجنگ پلس فائیو کانفرنس UNO کی جنرل اسمبلی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ ان کانفرنسوں کا ایجنڈا عورت کی آزادی، طوائفانہ زندگی کو قابل احترام پیشہ ماننا اور ہم جنس پرستی کو بھی ایک (Normal orientation) سمجھنا اور مرد اور عورت کو برابر قرار دینا تھا۔ یاد رہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اس ایجنڈے کو تسلیم کرنے والے ممالک میں شامل ہے۔ یہ ایجنڈا مغرب میں تو پوری طرح حاوی ہو چکا ہے اور اس کا اصول آزاد جنس پرستی ہے یعنی آپ جس طرح سے چاہیں اپنی جنسی خواہش کو پورا کریں۔ بس دونوں طرف سے رضامندی ضروری ہے۔ جبر نہیں ہونا چاہئے۔ زنا بالجبر قانون کی خلاف ورزی شمار ہوگا مگر زنا بالرضا سرے سے کوئی جرم نہیں۔

اس کے نتیجے میں مغرب کا تو پورے کا پورا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ البتہ مشرقی اور افریقی ممالک میں ابھی تک خاندانی نظام اور شرم و حیا کا کچھ عنصر باقی ہے۔ اس کے خلاف مغرب میں زبردست تحریک جاری ہے کہ اسے بھی ختم کیا جائے۔ حدود آرڈیننس میں ترامیم کے بل کو بھی اسی پس منظر میں دیکھا جائے۔ مغربی مفکر ہنٹنگٹن نے اپنی کتاب (Clash of Civiliztion) میں لکھا ہے کہ دنیا کی تمام تہذیبوں کا خاتمہ آسان ہے جبکہ دو تہذیبوں کو ختم کرنا آسان نہیں اور یہ چینی اور اسلامی تہذیبیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آزادی نسواں اور خاندانی نظام کی بربادی کے ایجنڈوں کی کانفرنسیں اسلامی ملک مصر اور چینی تہذیب کے مرکز بیجنگ میں منعقد کی گئیں۔

> تحفظ نسواں بل فروغ بدکاری اور فروغ زنا کا بل ہے اور یہ اس طاغوتی ایجنڈے کی تکمیل کا حصہ ہے جس کو "Social engineering" کا نام دیا گیا ہے اور جس کی تنفیذ کے لیے اربوں ڈالر خرچ کیے جا رہے ہیں

''حقوق نسواں بل'' کے مسئلے پر متحدہ مجلس عمل میں شامل دینی جماعتوں کے باہمی انتشار کی کیفیت نے انتہائی افسوسناک صورتحال پیدا کر دی ہے۔ جماعت اسلامی اس مسئلے پر پارلیمنٹ سے استعفیٰ دینے کا موقف رکھتی ہے جبکہ دوسری جانب جمعیت علماء اسلام فضل الرحمان گروپ کا استعفیٰ دینے کا کوئی ارادہ نہیں، مگر جمعیت کے جنرل سیکرٹری حافظ حسین احمد استعفیٰ دے چکے ہیں۔ قاضی حسین احمد صاحب بھی اتحاد کو بکھرتے دیکھ کر اپنے موقف سے پیچھے ہٹتے نظر آ رہے ہیں۔ دینی جماعتوں کے اتحاد ایم ایم اے کی مشکلات کا اصل سبب اور وجہ مغرب کا جمہوری نظام ہے۔ جس کی رو سے فیصلے کا اختیار اکثریت کو ہے یعنی فیصلہ ووٹوں کی گنتی سے ہوگا۔ فیصلے کا اختیار کسی امیر کو نہیں۔ جبکہ اسلامی نظم جماعت کی مسنون بنیاد بیعت ہے۔ جس میں باہمی مشورے کے بعد حتمی فیصلے کا اختیار امیر کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر ایم ایم اے مسنون بنیادوں پر قائم اتحاد وجود میں آتا تو آج قاضی حسین احمد کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا کہ اتحاد کے مخالف قاضی صاحب کو یہ طعنے دے رہے ہیں کہ قاضی صاحب آپ کا ''کاز اہم ہے یا اتحاد''۔ حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے بیعت لے کر پہلے اسلامی نظم جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانی بھی ہوئیں۔ جب غزوۂ احزاب میں خندق کھودی جا رہی تھی اُس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ پھاوڑا چلاتے ہوئے ایک شعر آواز سے آواز ملا کر پڑھ رہے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجھاد ما بقینا ابدا

یعنی ''ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے جہاد کی، اب یہ جہاد جاری رہے گا جب تک جان میں جان ہے۔''

جمہوری دستور کی بنیاد پر جماعت بنانا حرام نہیں مگر مسنون جماعت یا اتحاد وہی ہوگا جس کی بنیاد بیعت ہوگی۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا اور اسی میں خیر و برکت اور اتحاد ہے۔

آخری گذارش یہ کہ دینی جماعتیں اب بھی اپنی انتخابی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ پہلے تو موقف تھا کہ ہم اسمبلیوں میں موجود ہیں لہٰذا حکومتوں کو خلاف اسلام کام کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ مگر اب تو دینی جماعتوں کے معتدبہ اراکین کی موجودگی میں بھی غیر اسلامی بل منظور ہو گیا۔ ویسے بھی ملک کے اہم ترین معاملات پر فیصلے بالائے پارلیمنٹ ہو جاتے ہیں۔ حکومت کے اس طرز عمل پر چند ممبران پارلیمنٹ استعفیٰ بھی دے چکے ہیں۔ میری رائے میں پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پُرامن اور منظم عوامی تحریک کی ضرورت ہے۔ اگر تمام دینی جماعتیں اس مقصد کو لے کر چل پڑیں تو ملک میں نظام مصطفیٰ یا حکومت الٰہیہ کا قیام مشکل نہیں۔ ہماری دینی جماعتیں نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ انتخابی سیاست کی نذر کر چکی ہیں جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ خدارا اب تو سوچئے؟

یافہ اور عکہ پر صلیبیوں کا قبضہ اور

چوتھی صلیبی جنگ کا آغاز

صلاح الدین ایوبی نے تین دن کے اندر اندر اپنی فوج پھر جمع کر لی اور صلیبیوں سے حساب چکانے کے لیے میدان میں آ گیا۔ اُس وقت تک رچرڈ نے گھوڑوں کی تلاش میں آس پاس کا سارا علاقہ کھونڈ ڈالنے کے بعد اپنے پندرہ نائٹوں کے لیے گھوڑے فراہم کر لیے تھے۔ اسی اثنا میں عکہ سے ایک جہاز میں اُس کے دو تین سو پیادے اور پہنچ گئے' لیکن اب بھی مسلمانوں اور عیسائیوں میں دس اور ایک کا تناسب تھا۔

رچرڈ نے اپنی فوج یافہ کے باہر ایک ہموار میدان پر خار پُشت کی شکل میں کھڑی کی۔ اس کے بیرونی حلقے میں نیزہ بردار تھے جو اپنی سپروں کی آڑ میں گھٹنے ٹیکے کھڑے تھے اور اپنے نیزے زمین میں اس طرح گاڑھ رکھے تھے کہ ترچھے ہو کر پینتالیس درجے کا زاویہ بنا رہے تھے۔ ہر نیزہ بردار کے پیچھے ایک سپاہی فولادی فلاخن لیے کھڑا تھا اور اس سپاہی کے پیچھے پتھر دینے والا تھا۔ فلاخن والا آدمی جونہی پتھر پھینک چکتا' اُس کے پیچھے کا آدمی خالی فلاخن اس سے لے کر پتھر رکھی ہوئی فلاخن اُسے تھما دیتا' لیکن مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں نے اس خار پشت کو درہم برہم کر دیا۔ دوپہر کے وقت رچرڈ نے دس نائٹ ساتھ لے کر پہلا حملہ کیا اور ایک ترکستانی دستے کو منتشر کر دیا' مگر جب مُڑ کر خار پُشت میں آنے لگا' مسلمانوں کی پیادہ فوج کے بہت سے سپاہیوں نے اسے اور اُس کے نائٹوں کو نرغے میں لے لیا۔ لیسٹر کے نائٹ کا گھوڑا مارا گیا اور وہ زمین پر اس طرح گرا کہ مسلمان سپاہیوں کے ہجوم میں پھنس گیا۔ رچرڈ نے دیکھا تو اپنا تیر ہلاتا ہوا اُس کی مدد کو پہنچا اور اُس کو بچا لیا۔ جب وہ اور ارل دونوں نیزہ برداروں کے اِس حلقے کا رُخ کر رہے تھے' جس میں پہنچ جانے کے بعد مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ ہو سکتے تھے تو راستے میں ایک بے سوار گھوڑا نظر آ گیا اور وہ ارل کے گھوڑے کا بدل بن گیا۔

جب رچرڈ نائٹ کو بچا کر لایا تو اس کے بعد کچھ دیر لڑائی رُکی رہی۔ اس وقفے میں ایک مسلمان شہسوار جو غیر مسلح تھا' دو خوبصورت عربی گھوڑے لیے ہوئے صلیبی لشکر میں آیا' جن میں زین بھی کسی ہوئی تھی۔ قصہ یہ تھا کہ صلاح الدین کے بھائی العادل کی نظر اُس گھوڑے پر پڑ گئی جس پر رچرڈ سوار تھا اور یہ گھوڑا مریل سا تھا' مگر رچرڈ نے اُسی پر بیٹھے بیٹھے لیسٹر کے نائٹ کو سلطان کے سپاہیوں کے نرغے میں سے نکال لیا تھا' اس لیے اُس نے رچرڈ کی بہادری کی داد دیتے ہوئے وہ دو ایسے گھوڑے اُسے تحفے کے طور پر بھیجے تھے جو اُس کے شایانِ شان تھے۔ رچرڈ کے نائٹ کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے اور انہوں نے رچرڈ سے التجا کی کہ یہ گھوڑے استعمال نہ کیے جائیں۔ رچرڈ نے جواب میں یہ کہا کہ آج کے دن تو اگر شیطان بھی کوئی اچھا گھوڑا لے کر آ جائے تو میں اُس پر بھی ضرور سواری کروں گا اور ایک گھوڑا اپنے لیے لے لیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اُسے یہ بُری خبر ملی کہ یافہ میں بحری سپاہی جو شہر کی دیواروں کی حفاظت پر متعین کیے گئے تھے' مسلمانوں کے حملوں کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ گئے اور اب اپنے جہازوں پر سوار ہونے کے لیے واپس جا رہے ہیں۔ رچرڈ نے خار پشت کی کمان لیسٹر کے نائٹ کو سونپی اور خود گھوڑا دوڑاتا ہوا وہاں پہنچا' تاکہ مسلمانوں کو یافہ سے باہر نکالے۔ وہ اپنے ساتھ صرف دو نائٹ اور دو تیر انداز لے گیا۔ یافہ میں عیسائیوں کے بحری سپاہی

> رچرڈ نے کہا: آج کے دن تو اگر شیطان
> بھی کوئی اچھا گھوڑا لے کر آئے تو میں
> اُس پر بھی ضرور سواری کروں گا

مسلمانوں سے ڈر کر اپنے جہازوں کی آڑ میں چھپتے پھر رہے تھے۔ رچرڈ نے اُن کو یکجا کیا اور مسلمانوں کو شہر سے باہر نکال دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اُس نے اپنے گھوڑے کو پھر ایڑ لگائی کہ دیکھے' خار پشت کا کیا حال ہے۔ وہاں لیسٹر کے نائٹ اور اُس کے سپاہیوں پر بڑا زبردست دباؤ پڑ رہا تھا۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر رچرڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان لوگوں کو ستانے کا موقع دینا چاہیے۔ اُس نے بارہ نائٹ ایک صف میں کھڑے کر کے خود اُن کی کمان سنبھالی اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا' مگر مسلمانوں نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور رچرڈ کو نرغے میں لے لیا۔ ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اُس کی ترکی تمام ہونے کو ہے' لیکن رچرڈ نے وہ ضرب لگائی جو تاریخی شہرت حاصل کر گئی ہے۔ اس سے شکست فتح میں بدل گئی۔ ہُوا یوں کہ ایک مسلمان شہسوار اپنی صف سے نکل کر رچرڈ کے قریب اِس ارادے سے پہنچا کہ اس کا کام تمام کر دے' مگر رچرڈ ذرا بھی نہ گھبرایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر جم کر بیٹھا رہا اور اپنی چوڑی چکلی تلوار سنبھال لی۔ پھر جب مسلمان سوار آ کر اس سے گتھم گتھا ہُوا تو یہ تلوار بجلی کی طرح چمکی اور حملے آور پر کچھ اس طرح پڑی کہ اُس کا دَم خشک ہو گیا۔ اُدھر رچرڈ کی تلوار اُس کے جسم کو شانے سے کمر تک کاٹتی چلی گئی۔ اُس کا سر شانے سے جدا ہو گیا' اور جس ہاتھ میں تلوار تھی' وہ جسم سے الگ ہو کر دُور جا گرا۔ وہ ایک لحظہ اس حالت میں زمین پر لگا رہا' پھر جب اُس کا گھوڑا خوف زدہ ہو کر بھاگا تو زمین پر آ رہا۔ جو مسلمان رچرڈ کو گھیرے ہوئے تھے' وہ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

رچرڈ اپنے چھوٹے سے لشکر میں واپس آ گیا۔ ہر چند ابھی تک اُس کا پلہ بھاری تھا' لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ صورت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ مسلمانوں کے اگلا حملہ کرنے کی دیر ہے' عیسائیوں کا قصہ تمام ہو جائے گا' اس کی مختصر سپاہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس کے بعد یروشلم بھی عیسائیوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ سوچتے ہوئے اُس نے دشمن کی صفوں پر ایک نظر ڈالی' تاکہ یہ معلوم کرے کہ اب اُس کے ارادے کیا ہیں۔ مگر جو کچھ ہوتا دکھائی دیا' اس سے وہ حیران رہ گیا۔ صلاح الدین ایوبی گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور عیسائیوں پر ایک بار پھر حملہ کرنے کے لیے اپنے سپاہیوں کو ترغیب دے رہا تھا' مگر اس کے سپاہی انکار کر رہے تھے۔ رچرڈ تاڑ گیا کہ دشمن بے دم ہو چکا ہے۔ وہ اب نیزہ برداروں کے حلقے سے نیزہ بلند کیے ہوئے باہر نکلا' اور اس طرح جیسے جنگی قواعد کر رہا ہے' گھوڑے پر بیٹھا' خراماں خراماں مسلمانوں کی صفوں کے آگے سے اِس سرے سے اُس سرے تک گزر گیا۔ لیکن کوئی اُس کے مقابلے پر نہ آیا۔ صلاح الدین کی فوج میں اب جنگ کرنے کا دَم نہیں تھا اور اِس آزمودہ کار سپہ سالار نے محسوس کیا کہ یروشلم کی عیسائی سلطنت کو فتح کر لینا ممکن نہیں۔ اُس نے رچرڈ سے صلح کر لی' جس کی رُو سے یافہ اور عکہ پر عیسائیوں کا قبضہ تسلیم کیا گیا۔ رچرڈ نے یافہ کے آخری معرکے میں بہت کچھ جیت لیا۔

چوتھی صلیبی جنگ

انگلستان کے بادشاہ رچرڈ اور فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس میں جو جنگ ہو رہی تھی' وہ ختم ہو چکی تھی۔ جب اِن دونوں بادشاہوں نے اپنی اپنی فوجوں میں تخفیف کی تو بہت سے سپاہی بے کار اور بے روزگار ہو گئے۔ ان کے بہت سے گروہ پھرتے پھراتے کاؤنٹ شامپین کے علاقے میں جا پہنچے۔ یہ لوگ آوارہ انسان تھے۔ جا بجا فساد کرتے پھرتے تھے۔ شامپین کے امیر جیوفرے نے سوچا کہ کیوں نہ انہیں صلیبی سپاہ میں شامل کر لیا جائے۔

اُنہی دنوں کچھ اور لوگوں کے ذہنوں میں بھی ایک اور صلیبی جنگ کا خیال پیدا ہوا۔ یہ وہ فرانسیسی سردار تھے جو رچرڈ اور فلپ کی جنگ میں انگریزوں کی طرف سے کود پڑے تھے۔ اب انہیں یہ ڈر کھائے جا رہا تھا کہ فلپ انہیں اس غلط اندیشی کی سزا دے گا۔ چنانچہ وہ نمائشی جنگی مقابلے منعقد کرنے کے بہانے ایکری میں جمع ہوئے' تاکہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایسی تدبیریں کیں جن سے سزا سے بچ جائیں۔ وہ اِس نتیجے پر پہنچے کہ فلپ ان لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا جو صلیب اٹھا چکے ہوں۔ چنانچہ نمائشی مقابلوں کے اختتام پر سب نے صلیب اٹھائی۔

اُدھر پوپ انوسینٹ سوم نے ''جہاد'' کا فتویٰ دے دیا اور نیولی کے پادری فلک کو اس کی تبلیغ پر مقرر کر دیا۔ لیکن یہ زمانہ صلیبی جنگ چھیڑنے کے لیے موزوں نہیں تھا۔ رچرڈ اور فلپ کی لڑائی کی وجہ سے انگلستان اور فرانس کے خزانے خالی ہو چکے تھے اور ان دونوں ملکوں میں اتنے زیادہ دولت مند لوگ بہت تھوڑے رہ گئے تھے جو صلیبی جنگ کے اخراجات کے لیے بڑی رقمیں دے سکتے۔ انگلستان کے تخت پر رچرڈ کے بعد بادشاہ جان کا قبضہ ہو چکا تھا اور اُس نے فرانس سے پھر جنگ شروع کر دی تھی۔ ان حالات میں انگلستان اور فرانس دونوں میں سے کوئی ملک بھی صلیبی جنگ کے لیے سپاہی، جہاز اور روپیہ نہیں دے سکتا تھا اس لیے یہ تحریک عملی جامہ نہ پہن سکی۔ دو سال گزرنے کے بعد اس تحریک کے رہنماؤں نے ریاست وینس میں اپنے سفیر بھیجنے کا فیصلہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے کیا کہ آیا یہ ریاست صلیبی جنگ کی پشت پناہی کر سکتی ہے۔ شامپین کے نواب نے اپنے مارشل جیوفرے کو اس سفارت کا رئیس اور ترجمان مقرر کیا۔

جیوفرے وینس پہنچا اور اُس نے کافی قیل و قال کے بعد ڈوج اور اُس کی مجلس مشاورت سے یہ طے کیا کہ ریاست وینس پچاس ہزار مارک میں ساڑھے چار ہزار گھوڑوں اور تیس ہزار آدمیوں کے لیے جہازوں کے علاوہ اتنی خوراک اور چارہ بھی فراہم کر دے گی جو اُن کے لیے نو مہینے کو کافی ہوگا، اور اگر مالِ غنیمت یا مفتوحہ علاقے میں سے آدھا حصہ وینس کو دیا جائے تو وہ صلیبی بیڑے کی حفاظت کے لیے پچاس جنگی جہاز نیز ایسی بحری سپاہ کا انتظام بھی کر دے گی جو صلیبیوں کی فوجی خدمت انجام دے گی۔ جیوفرے نے وینس والوں کی یہ سب شرطیں منظور کر لیں اور پوپ انوسینٹ نے اُنہیں پانچ ہزار نقرئی مارک کی رقم بھی اس غرض سے بھیج دی کہ وینس میں بحری جہازوں کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے۔ پھر اگلے سال یعنی 1202ء میں یوم ''سینٹ جان'' پر لنگر اٹھانے کا فیصلہ بھی کر لیا گیا، اور ایسا معلوم ہُوا، جیسے ابتدا بہت اچھی ہوئی ہے، لیکن جب جیوفرے اپنے آقا کو حالات سے باخبر کرنے کے لیے شامپین پہنچا تو تو نواب بستر مرگ پر تھا اور چند دن بعد ہی مر گیا۔

اب چونکہ وہی اس نئی صلیبی جنگ کا اصل محرک تھا، اس لیے اُس کی موت سے حالات دگرگوں ہو گئے۔ اُس نے صلیبی جنگ کے لیے خطیر رقم جمع کر لی تھی، لیکن اُس کے وصیت نامے کی تعمیل میں اس رقم کا بیشتر حصہ اُس کے پیروکاروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اسی طرح شامپین کے بہت سے امیر اور سردار جو اُس کے ساتھ سمندر پار جانے کو تیار تھے اب انہوں نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ پھر نیا قائد تلاش کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ برگنڈی کے ڈیوک سے کہا گیا تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ بار لے ڈک کے کاؤنٹ نے بھی یہی کیا۔ بادشاہ جون اور فلپ آگسٹس کے درمیان جنگ ابھی بند نہیں ہوئی تھی۔ ایسے پُرآشوب دور میں بڑے آدمیوں میں سے بہت کم آدمی فرانس سے باہر جانے پر رضا مند ہو سکتے تھے۔ آخر کار مونٹ فیراٹ کے بونی فیس نے ایک نئی صلیبی جنگ کی تحریک کی قیادت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور فرانسیسی صلیبی ایسٹر کے موقع پر ارضِ مقدس جانے کے لئے وینس روانہ ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔

مگر جب یہ فرانسیسی وینس پہنچے تو اب مصیبتوں کا صحیح معنوں میں آغاز ہُوا۔ سب سے پہلی مصیبت تو یہ پیش آئی کہ جہاں تک وینس والوں کا تعلق تھا، انہوں نے بحری جہاز اور رسد فراہم کر دی، لیکن فرانسیسی اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے۔ جو رقم انہوں نے اکٹھی کی وہ واجب الادا رقم سے آدھی تھی۔ دوسری الجھن یہ پڑی کہ انہوں نے وہاں پہنچ کر یہ دیکھا کہ وینس والے خود بھی صلیبی جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ فرانسیسی چاہتے تھے کہ مسلمانوں سے مصر چھینا جائے۔ یہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ دولت مند ملک بھی تھا اور اُن کی قوت کا مرکز بھی تھا۔ صلیبیوں نے سوچا کہ یہ ہمارے ہاتھ آ جائے گا، لیکن وینس والے مصر سے ایسے معاہدے کیے بیٹھے تھے جو اُن کے لیے بہت منفعت بخش تھے اور وہ اِس منفعت سے دست بردار ہونے کو کسی طرح تیار نہ تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے صلاح الدین ایوبی کے بھائی صفاء الدین سے یہ خفیہ معاہدہ بھی کر رکھا تھا کہ وینس والے صلیبیوں کو مصر کا رُخ نہیں کرنے دیں گے۔

وینس والوں نے اس معاملے میں فرانسیسیوں سے تکرار نہیں کی، مگر اس کے بغیر ہی ایسی ہوشیاری سے کام لیا کہ فرانسیسی اُن سے مات کھا گئے۔ جب فرانسیسی وینس پہنچے تو انہوں نے اُن کو جزیرہ سینٹ نکولس میں ایک عمدہ چھاؤنی تو مہیا کر دی، مگر فرانسیسیوں کو وہاں ڈالنے کے بعد پتا چلا کہ بحری جہاز میں بیٹھ کر مصر پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ فرانسیسی عربوں کی اعانت کے بغیر اِس جزیرے سے جا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس صورتِ حال سے عاجز آ کر فرانسیسیوں نے صلیبی جنگ کا منصوبہ ترک کرنے اور اپنے وطن واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو وینس کے نابینا حکمران نے اُن کے سامنے یہ تجویز پیش کر دی کہ ہنگری کا بادشاہ ریاست وینس سے لڑ رہا ہے، اور اُس نے بھی کچھ دن پہلے وینس سے زارا کی بندرگاہ چھین لی ہے۔ اگر فرانسیسی ہنگری سے زارا چھین کر وینس کے حوالے کر دیں تو حساب کتاب برابر ہو جائے گا اور وینس والے ان سے کسی رقم کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ فرانسیسیوں کو وینس کے حکمران کی تجویز پر عمل کرنا پڑا۔

وہ نومبر کے مہینے میں بحیرہ ایڈریاٹک کے راستے زارا کی طرف روانہ ہوئے، مگر اُن کے بہت سے سردار روانگی سے پہلے ہی رُوپوش ہو گئے اور بہت سے بیماری کا بہانہ بنا کر بستر علالت پر دراز ہو گئے۔ وہ صلیبی کی حیثیت میں اہل ہنگری پر جو عیسائی تھے، حملہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال جب فرانسیسی زارا پہنچے تو خانقاہ واؤکس کے بڑے پادری نے اُن سے مل کر انہیں بتایا کہ پوپ انوسینٹ کا حکم ہے، زارا پر حملہ نہ کیا جائے، لیکن فرانسیسی وینس کے حکمران کو قول دے چکے تھے۔ اس لیے زارا پر حملہ کیے بغیر نہ رہے۔ اِدھر جب پوپ کو خبر ملی کہ فرانسیسیوں نے پانچ دن کی جنگ کے بعد زارا پر قبضہ کر لیا ہے تو اُس نے انہیں کلیسا سے خارج کر دیا۔ چوتھی صلیبی جنگ کا یہ آغاز بڑا عجیب تھا۔ اس سے مزید صلیبی بددل ہو گئے اور ان میں سے بہت سے وینس والوں کی چال بازی پر برہم ہو کر ہنگری کی فوج میں شامل ہوئے۔

بہر حال زارا کا معرکہ سر کر لینے کے بعد تو صلیبیوں سے، مسلمانوں سے لڑنے کے لیے مصر یا یروشلم کی طرف کوچ شروع کر دینے کی توقع کی جا سکتی تھی، لیکن اب یہ مشکل پیش آئی کہ صلیبیوں کے جو سردار زارا روانہ ہوتے وقت اُن سے الگ ہوئے تھے، وہ اُن کا سرمایہ بھی لے بھاگے تھے۔ چنانچہ صلیبی اب پہلے سے بھی زیادہ مفلس اور قلاش تھے۔ وینس کے حکمران نے انہیں ایک بار پھر مشکلات سے نجات دلانے کے لیے ایک تدبیر نکالی۔ ایک شخص اینجیلس قسطنطنیہ کی بازنطینی سلطنت کے تخت و تاج کا مدعی تھا۔ باغیوں نے اس کے باپ شہنشاہ قسطنطنیہ کو جلاوطن کر کے اُسے تخت و تاج سے محروم کر دیا۔ وینس کے حکمران نے صلیبیوں سے کہا کہ اگر وہ اینجیلس کو اُس کا تاج و تخت واپس دلا دیں تو وہ دولاکھ فرانک اور ایک سال کی رسد کے علاوہ مصر پر حملے میں شرکت کے لیے دس ہزار سپاہی بھی دے گا۔ صلیبیوں نے یہ تجویز یہ سمجھ کر منظور کر لی کہ اگر انہوں نے قسطنطنیہ کا معرکہ سر کر لیا تو وہاں سے مصر یقینی طور پر پہنچ جائیں گے۔

1202ء میں جون کے اواخر میں یہ لوگ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ جب اُن کے جہاز شہر کے قریب پہنچے تو ان میں سے ہر جہاز پر اُس نواب کا جنگی پھریرا اُڑنے لگا جو اُس پر سوار تھا اور صلیبی نائٹ اپنی اپنی چمکدار اور روغن چڑھی ہوئی ڈھالوں کی نمائش کرنے لگے، تا کہ لوگ جان جائیں کہ وہ کتنے طاقتور اور آن بان کے لوگ ہیں، لیکن اگر اِدھر اہلِ قسطنطنیہ اس بیڑے کو دیکھ کر عش عش کر اٹھے تو اُدھر صلیبی بھی اُن کے شہر کو دیکھ کر غرقِ حیرت ہو گئے۔ شہر کی فصیل پر انہیں دیکھنے کے لیے انسانوں کا جتنا جم غفیر تھا، صلیبیوں نے انسانوں کا اتنا ہجوم پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ ایسی عظیم الشان عمارتیں نظر آ رہی تھیں، اتنی تو اُن کے خیال میں، باقی ساری دنیا کی عمارتیں بھی نہ ہوں گی۔ ایسے شاندار شہر میں جتنی دولت ہو سکتی تھی اُس کا خیال کر کے اُن کے دل زور سے دھڑکنے لگے۔ وہ اپنے جہازوں کو قسطنطنیہ کے ساحلی علاقے کے لگواں لگواں چلاتے ہوئے باسفورس کے پرلے کنارے پر پہنچے اور کیلسڈون میں شہنشاہوں کے قدیم گرمائی محلوں میں خیمہ زن ہوئے۔ یہ جگہ اُن کے لیے ایک اور عجوبہ ثابت ہوئی، کیونکہ اس کے ایوان اور صحن اتنے وسیع تھے کہ ان میں ان کی ساری فوج آ گئی۔ انہوں نے اتنے باثروت بادشاہوں کا بھی ذکر تک نہ سنا تھا جو اتنی وسیع عمارتیں بنا سکتے ہوں۔ اس محل کے باغ بھی اتنے خوبصورت تھے کہ انہوں نے کبھی خواب میں بھی اتنے حسین باغات نہ دیکھے تھے۔

انہوں نے اِن خوشنما باغوں میں نو دن تک آرام کیا۔ اس کے بعد شہر پر حملہ شروع کیا۔ جولائی میں پورے مہینے لڑائی ہوتی رہی۔ قسطنطنیہ کے شہری اور اُن کے اجیر مسلح سپاہی جی توڑ کر لڑے۔ ان میں سے بیشتر انگلستان اور ڈنمارک کے تھے، جن کے پاس دو دھارے تیر تھے۔ لیکن آخر میں فرانسیسیوں کی دو دستی تلواریں اور وینسی بحری سپاہیوں کے فلاخن زیادہ کارگر ہتھیار ثابت ہوئے۔ صلیبیوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ گویا وہ وعدہ پورا کر دیا، جو انہوں نے اینجیلس سے کیا تھا۔ اگست کے شروع میں اس کے سر پر تاج رکھ دیا گیا۔ (جاری ہے)

عصر حاضر کی عورت آزادیٔ نسواں کے نعرے سے مرعوب ہو کر شیاطین کی چالبازیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ **ڈاکٹر اسرار احمد**

آخرت کی جوابدہی کے احساس سے ہی ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکل سکتی ہے۔ **نفیسہ**

یہود و نصاریٰ دہشت گردی کا الزام لگا کر مدارس پر یلغار کر رہے ہیں۔ **ڈاکٹر طاہرہ ارشد**

تحفظِ حقوقِ نسواں بل میں عورت کے لئے کوئی بھلائی نہیں' یہ خاندانی نظام کو درہم برہم کرنے کی سازش ہے۔ **رضیہ مدنی**

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم آپس کے اختلافات بھلا کر اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ **سمیعہ راحیل قاضی**

بہنو! قرآن وحدیث کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنایئے۔ **بیگم ڈاکٹر اسرار احمد**

حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی (لاہور) کے سالانہ اجتماع عام کی روداد

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا سالانہ اجتماع عام رمضان المبارک کے ایک ماہ بعد منعقد ہوا۔ انعقاد سے قبل کثیر تعداد میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے اور ندائے خلافت میں بھی ایک اشتہار دے دیا گیا جس کی وجہ سے اندرونِ شہر کے علاوہ بیرونِ شہر مثلاً اسلام آباد' سرگودھا' سیالکوٹ' فیصل آباد' اور شیخوپورہ سے بھی رفیقات تشریف لائیں۔

پہلی نشست کے پروگرام

[1:30-9:45]

سٹیج سیکریٹری نے پروگرام کا آغاز الحمدللہ' بروقت پونے دس بجے تلاوتِ کلام پاک سے کیا' تلاوت کی سعادت رفیقہ تنظیم اسلامی ''راحت ناصر'' کو حاصل ہوئی۔ انہوں نے سورۃ الکہف کا آخری رکوع بمع ترجمہ سنایا۔ حمد ونعت کے لئے رفیقات ''بشریٰ اسعد'' اور ''شہناز الطاف'' تشریف لائیں۔

1۔ فکر آخرت: (محترمہ نفیسہ' رفیقہ تنظیم اسلامی)

اس اجتماع کا پہلا موضوع ''فکر آخرت'' رفیقہ تنظیم نفیسہ صاحبہ کے حصے آیا۔ انہوں نے سورۂ ''ق'' کی آیات کی تلاوت کی اور بہت پُر اثر انداز سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ آخرت کی فکر اور جزا وسزا کا احساس ہی ہمارے اعمال کو درست کر سکتا ہے۔ آخرت کے سفر کی پہلی منزل موت اور قبر ہے' جس کے لئے یہ منزل آسان ہو گئی اس کے لئے آگے بھی آسانیاں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آخرت کی جواب دہی کے احساس کو اپنے ذہنوں پر سوار کرنے سے ہی ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکل سکتی ہے اور ہم سفرِ آخرت کی صحیح تیاری کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کا حوالہ دیا کہ ایک دل میں دنیا کی محبت اور آخرت کی جوابدہی کا احساس اکٹھے نہیں سما سکتے۔

2۔ مناسک حج:

(محترمہ مہر آپا' پرنسپل مدرسہ عائشہ صدیقہ)

مہر آپا نے حج کی اہمیت وفرضیت اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ زائرین حج کو مناسک حج کی باقاعدہ تربیت حاصل کر کے جانا چاہیے۔ خصوصاً خواتین کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث بیان کی جس کے ذریعے معلوم ہوا کہ خواتین کا حج مبرور کرنا میدانِ جنگ میں جہاد وقتال کرنے کے برابر کا درجہ رکھتا ہے۔ لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ اس بڑی عبادت کو احسن طریقے سے پورے مناسک کے ساتھ ادا کریں۔ انہوں نے حضرت حسن بصریؒ کی ایک روایت نقل کی کہ ''حج مبرور وہ حج ہے کہ جب حاجی حج سے واپس آئے تو وہ ہر وقت یہ محسوس کرے کہ اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل چکی ہے اور آخرت کی فکر اس کے دل میں رچ بس گئی ہے۔''

3۔ اسلام اور سیکولرازم:

(ڈاکٹر طاہرہ ارشد' رفیقہ تنظیم اسلامی)

اس کے بعد سٹیج سیکریٹری محترمہ امت المعطی صاحبہ نے محترمہ ڈاکٹر طاہرہ کو اسلام اور سیکولرازم پر گفتگو کی دعوت دی۔ انہوں نے بتایا کہ یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ وہ ہر طرح سے اسلام اور مسلمانوں کو نیچا دکھائیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ہم سے زیادہ قرآن اور اسلام کا مطالعہ کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر طاہرہ نے اپنے بیان کو مدلل بنانے کے لئے "Short History of Islam" اور "Clash of Civilizations" جیسی کتابوں کا سہارا لیا۔ ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب اسلام ہے اور آبادی کی افزائش نسل بھی اسلام ہی میں زیادہ ہے' لہٰذا انہوں نے ان دونوں پر حملہ کیا۔ ایک طرف تو انہوں نے مدرسے بند کروائے اور مسلمانوں کو دہشت گرد مشہور کروا دیا اور دوسری طرف انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی کے تحت مسلم آبادی پر وار کیا۔ آخر میں ڈاکٹر طاہر نے بتایا کہ ان حالات میں سب سے پہلے تو ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے' جس کا ذریعہ قرآن حکیم اور حدیثِ رسول ہے۔ ہمیں اپنی فکر کو مستحضر رکھنے کے لیے میثاق حکمتِ قرآن اور ندائے خلافت جیسے رسالوں کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنا چاہیے' تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ہمارے دشمن ہم پر کن کن طریقوں سے وار کر سکتے ہیں اور ہم کس طرح ان سے بچ سکتے ہیں۔

4۔ حدود آرڈیننس:

(رضیہ مدنی' پرنسپل اسلامک انسٹیٹیوٹ)

محترمہ رضیہ مدنی کو حدود آرڈیننس کا موضوع دیا گیا تھا۔ جس کو انہوں نے نہایت کم وقت میں بہت احسن طریقے سے نبھایا' انہوں نے بتایا کہ حدود آرڈیننس ہے کیا؟ اس کے بارے میں انہوں نے مفصل معلومات فراہم کیں اور بتایا کہ ضیاء الحق (مرحوم) نے اپنے دور میں شرعی حدود کے نفاذ کی کوشش کی اور اس قانون کو ''حدود بل'' کا نام دیا گیا۔ اگرچہ اس پر پوری طرح تو عمل نہ ہو سکا لیکن قانون تو تحریری شکل میں موجود تھا۔ لیکن اب سے تقریباً سال پہلے NGO,s نے میڈیا کے ذریعے اس ''حدود بل'' کو مذاق بنا دیا اور اس میں ترامیم کا مطالبہ کر ڈالا۔ رضیہ مدنی نے موجودہ حدود آرڈیننس اور شرعی حدود کا موازنہ کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ترامیم کہاں کہاں کی گئی ہیں اور حدود اللہ کو کہاں کہاں پامال کیا گیا ہے۔ انہوں نے خواتین سے اپیل کی کہ خدا را ہوش کے ناخن لیں۔ ''آزادیٔ نسواں'' کے اس SugarCoated نعرے میں عورتوں کے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے تو یہ عورتوں کو نہ گھر کا رہنے دیں گے نہ باہر کا' ہمارا پاکیزہ خاندانی نظام یہ لوگ درہم برہم کر کے رکھ دیں گے۔ آخر میں انہوں نے میریٹل ریپ کے بارے میں بتایا کہ اس طرح حکومت نے اس بل کے ذریعے بیوی کو خاوند کے بالکل مدمقابل لا کھڑا کیا ہے۔ اب اگر ہم نے ہوش کے ناخن نہ لیے اور اپنے آپ اور اپنی اولاد کو

قرآنی تعلیمات سے آگاہ نہ کیا تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ مغرب زدہ لوگ ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔

5. شرعی پردہ: (سعیدہ اختر' رفیقہ تنظیم اسلامی)

محترمہ سعیدہ اختر نے جو بیت الھدیٰ سکول (تاج پورہ) کی پرنسپل بھی ہیں' شرعی پردے کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی۔ پردے کے فرض ہونے کے بارے میں انہوں نے ''سورۃ النور'' ہی کی پہلی آیت کو دلیل بنایا' جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ ایک اہم سورۃ ہے جو ہم نے نازل کی اور اس کے احکامات کو فرض قرار دیا'' پھر انہوں نے سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی آیات کے حوالے سے گھر کے اندر (ستر) اور گھر کے باہر (حجاب) کے پردے کے بارے میں سمجھایا۔ انہوں نے مخفی زینت کے بارے میں فرمایا کہ خوشبو لگانا مخفی زینت میں سے ہے اور حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ ''عورتوں کو اللہ کی مساجد میں آنے سے نہ روکو لیکن وہ خوشبو لگا کر نہ آیا کریں۔''

محترمہ سعیدہ اختر کے بیان کے آخر میں تقریباً 1:30 بجے کھانے اور نماز کے وقفے کا اعلان کر دیا گیا۔ چنانچہ بہت ہی منظم طریقے سے خواتین میں اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہی lunch boxes تقسیم کر دیئے گئے۔

دوسری نشست کے پروگرام

[4:00-2:00]

دوسری نشست کے آغاز سے پہلے ہی محترم قاضی حسین کی اہلیہ اور صاحبزادی سمیعہ راحیل قاضی صاحبہ بھی تشریف لے آئی تھیں۔ جن کی آمد پر ہم سب اُن کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے ہمارے لئے بھی وقت نکالا۔

ٹھیک 45 منٹ بعد دوسری نشست کا آغاز ایک مرتبہ پھر تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا' جس کی سعادت رفیقہ تنظیم اسلامی عفیفہ عبدالخالق کو حاصل ہوئی۔ پھر چند چھوٹی بچیوں نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کی۔

1. قرآن پاک اور سائنس:

(ڈاکٹر رخشندہ' رفیقہ تنظیم اسلامی)

محترمہ ڈاکٹر رخشندہ جنرل ہسپتال کے گائنی وارڈ کی ہیڈ ہیں اور ماشاء اللہ اس عمر میں قرآن پاک حفظ کر رہی ہیں۔ ان کی تقریر کا موضوع قرآن پاک اور سائنس تھا۔ انہوں نے کہا کہ سائنس آج تک قرآن پاک کی کسی بات کو جھٹلا نہیں سکی بلکہ قرآن کی کتنی ہی آیات ایسی ہیں جن کی سمجھ ہمیں سائنس کی ترقی کے ساتھ آ رہی ہے' قرآن مزید واضح اور مبرھن ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قرآن پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔ جس کی قرآن ہمیں خود دعوت دے رہا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ۔

2. تنظیم اسلامی کی دعوت:

(یاسمین نجیب' رفیقہ تنظیم اسلامی)

اس کے بعد محترمہ یاسمین نجیب نے حاضراتِ مجلس کو تنظیمِ اسلامی' حلقہ خواتین سے متعارف کروایا اور انہیں تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہماری تنظیم صرف یہ چاہتی ہے کہ مسلمان عورتیں صحیح معنوں میں اللہ کی بندیاں بنیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے فلاحِ اخروی حاصل کر لیں۔ انہوں نے بتایا کہ تنظیم اسلامی مذہب اور دین کا فرق سمجھاتی ہے اور جب انسان کو یہ فرق سمجھ آ جاتا ہے تو بڑے احسن اور مدلل طریقے سے بتاتی ہے کہ دین ہم سے تین قسم کے تقاضے کرتا ہے۔ پہلا تقاضا عبادتِ رب ہے یعنی انسان خود سب سے پہلے اللہ کا بندہ بنے' اپنی ذاتی زندگی میں اللہ کے احکام کو سرِ فہرست رکھے۔ دین کا دوسرا تقاضا شہادت علی الناس ہے۔ یعنی انسان اپنی ذات سے نکل کر دوسروں کو بھی اللہ کا بندہ بنانے کی کوشش کرے یعنی دین کی تبلیغ کرے' اور تیسرا تقاضا اقامتِ دین ہے' یعنی اللہ کے دین کو اس روئے ارضی پر قائم اور نافذ کرنے کی بالفعل کوشش کرے۔ محترمہ یاسمین نجیب صاحبہ نے بتایا کہ تنظیم اسلامی ان دینی تقاضوں کو بہترین طریقے سے سرانجام دینے کے حوالے سے انسان کی راہنمائی کرتی ہے۔ پھر انہوں نے جماعت کی اہمیت کے حوالے سے حدیث بیان کی۔

((اِنِّی اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰہُ اَمَرَنِیْ بِھِنَّ بِالْجَمَاعَۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ))

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں' اللہ نے مجھے ان باتوں کا حکم دیا ہے' وہ پانچ باتیں ہیں: جماعت کا التزام' سمع' طاعت' ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔''

اپنے بیان کے آخر میں انہوں نے فرمایا کہ آج کل معاشرہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ انفرادی طور پر دین پر کاربند رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ کسی نہ کسی جماعت میں ضرور شمولیت اختیار کر لیں۔

بانی محترم کی تقریر سے پہلے وقت کی کمی کے باعث سٹیج سیکرٹری نے معزز مہمان سمیعہ راحیل قاضی کو سٹیج پر آ کر مختصر ''اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی۔ انہوں نے سٹیج پر آ کر محترمہ امت المعلی صاحبہ (نائب ناظمہ تنظیم اسلامی) کا شکریہ ادا کیا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ تمام خواتین وقت نکال کر یہاں آئیں۔ محترمہ راحیل قاضی نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں آپس کے اختلافات کو بھلا کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنا ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے مقام و مرتبے کو بیان کیا۔

3. آزادئ نسواں دورِ حاضر کا بہت بڑا فتنہ

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)

آخری تقریر بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تھی' جسے سننے کے لئے اکثر خواتین صبح سے آ کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ کا موضوع تھا: ''آزادئ نسواں' دورِ حاضر کا بہت بڑا فتنہ۔'' بانی محترم کی تقریر کا ایک ایک لفظ سننے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ عورت کو جس طرح فتنہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور معصوم عورت جس طرح ان شیطانوں کی چالبازیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سے ہمیں آگاہ کرتے ہوئے آزادی کا صحیح مفہوم سمجھانے کی کوشش کی۔ (انشاء اللہ العزیز ارادہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی مکمل تقریر تحریری شکل میں شائع ہو جائے' ورنہ اس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز وغیرہ دستیاب ہیں)۔

اس کے بعد سٹیج سیکرٹری محترمہ امت المعلی صاحبہ نے موجودہ معاشرتی حالات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے تمام خواتین سے اپیل کی کہ بے حیائی و فحاشی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے کمریں کس لیں۔ مغربی اور ہندوانہ تہذیب و ثقافت کو چھوڑ دیں' کیبلو کو اپنے گھروں سے نکال دیں۔ اس کیبل کے ذریعے ہی بھارتی تہذیب و ثقافت نے ہم مسلمانوں کے گھروں میں پنجے گاڑ دیئے ہیں اور ہمیں اس بات کا احساس بھی نہیں ہے کہ اب مسلمان بچیوں کے نام پر پتی اور پریا رکھے جا رہے ہیں۔ معصوم ذہنوں میں زہر گھولا جا رہا ہے۔ پھیروں کے بغیر نکاح نامکمل محسوس ہو رہا ہے۔ ''منگل سوتر'' ہماری تہذیب کا حصہ بن رہا ہے۔ ہماری مسلمان بچیاں جینز اور سکرٹ میں نظر آ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے اب ہوش میں آ جایئے اور اس اجتماع سے جاتے جاتے ہوئے یہ فیصلہ کر کے جایئے کہ ہم نے جینا ہے تو مسلمان' مرنا ہے تو مسلمان۔

اختتامی خطاب: بیگم ڈاکٹر اسرار احمد

(ناظمہ علیا' تنظیم اسلامی حلقہ خواتین)

پروگرام کے اختتام سے قبل تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی ناظمہ علیا بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ نے تمام حاضرات اور معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے فرمایا آپ لوگوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا اور یہاں تشریف لائے' اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب عمل کے میدان میں آگے بڑھیں۔ قرآن و حدیث کے حوالے سے جو کچھ سنا ہے اس کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنائیں۔ آخر میں انہوں نے دعا کروائی۔

الحمد للہ ٹھیک پونے چار بجے اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ کے شکر کے ساتھ ساتھ ہماری طرف سے ان تمام خواتین کا شکریہ جنہوں نے شرکت کر کے اجتماع کو رونق بخشی۔ خاص طور پر ناظمہ انتظامات محترمہ امت الحی صاحبہ اور ان کی نائب محترمہ اسماء عارف صاحبہ اور محترمہ عائزہ ندیم صاحبہ کا شکریہ جنہوں نے پروگرام کے انتظامی امور میں ہماری مدد کی۔ اور مردوں میں خصوصاً جناب میاں محمود عالم صاحب اور جناب برادرم ڈاکٹر عارف رشید صاحب کا شکریہ جنہوں نے ہمارے اجتماع کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی توجہ دی۔

جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِی الدَّارَیْنِ

(مرتب: رفیقہ تنظیم اسلامی + ناظمہ لاہور)

لادین سیاست اور مومن کا طرزِ عمل

عتیق الرحمٰن صدیقی

لیجئے، مجلس عمل کے استعفوں کے اعلان پر پھر سے اوس پڑ گئی۔ 6،7 دسمبر کی لن ترانیوں کی گونج دبک کر رہ گئی۔ امیدوں اور آرزوؤں کے پھول مرجھا سے گئے۔ روشنی وگرمی کی کیفیت اضمحلال کا شکار ہو کر رہ گئی۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

تاویلات کی ایک دھندسی چھا گئی۔ ہر توجیہہ پر ضعف و استخفاف کا گمان ہونے لگا۔ تاویل کا حسن بجا، صوفی و ملا کی عظمت شان سے بھی انکار نہیں، مگر "اوفوا بالعقود" کا درس دینے والوں کا یہ انداز تاویل واستنباط تحقیر انگیز ضرور ہے۔ شاعر نے شاید ایسے ہی موقعوں کی مناسبت پر کہا تھا۔

زمن بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خداؤ جبرئیل و مصطفیٰ را

قرآن نے کہا: "قولوا قولا سدیدا" پکی اور پختہ بات کیا کرو، یہ بھی فرمایا کہ جب تم جچی تلی اور مضبوط بات زبان سے نکالو گے تو "اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا" اور گناہوں پر معافی کا پردہ ڈال دے گا۔" پھر یہ بھی فرمایا: "تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو" (الصف:2) اور یہ بھی کہ "تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو" (البقرہ:44) عام لوگوں اور اہل دین کی باتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے اور یقیناً ہونا بھی چاہیے۔ منبر ومحراب کے وارثوں کی شان نرالی ہوتی ہے۔ ہر معاملے میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا ان کا شعار ہونا چاہیے۔

مولانا فضل الرحمٰن کی ذہانت وفطانت سے انکار نہیں مگر گاہے "چہ قلندرانہ گفتم" میں سرخ روئی کا راز پنہاں ہوتا ہے۔ اللہ کے شیر مصلحت آمیز نہیں ہوتے۔ روباہ مزاجی ان کا وطیرہ نہیں ہوتی۔ ان کے والد گرامی نے وزارت علیا پر لات ماردی تھی نہ معلوم وہ کس کے غمزہ خوں ریز کے اسیر ہو جاتے ہیں۔ وہ اے آر ڈی اور اپوزیشن کی بعض جماعتوں کے دباؤ کی بات کرتے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کبھی پی پی پی (پی) نے بھی ان کا دباؤ قبول کیا، ملا ملٹری الائنس کی اصطلاح کا موجد کون تھا، کون دن رات ملاؤں کو بے نقط سناتا ہے، روشن خیال اعتدال پسندی کا بھرم کس نے قائم رکھا اور کیا اب ان کی بات قابل اعتنا ہے، جو بیک ڈور ڈپلومیسی کے سحر میں تاحال گرفتار ہوں۔ استعفوں کو دینی ایشو کے ساتھ تو انہوں نے خود ٹانکا تھا اور اعلان بھی خود ہی کیا تھا۔ جاہل اور منافق کی پھبتی سن کر بھی ان کا ماتھا شکن آلود نہ ہوا۔ کیا چند ہفتوں میں زمینی حقائق بدل گئے ہیں؟ ان حقائق کا بروقت ادراک کیوں نہیں کیا جا سکا۔ یہ دانش وبینش میں گندھا ہوا خیال پہلے کیوں دامن گیر نہ ہوا کہ مجلس عمل کے تنہا استعفے دینے سے بات بنے گی نہیں بلکہ بگڑے گی۔ "یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا"، قیام وقعود کا وقت تو متعین ہوتا ہے اور مومن تو اللہ کی عطا کردہ روشنی سے دیکھتا ہے۔ جن پہ تکیہ کرکے راہیں بدلنے کی سوچ پروان چڑھ رہی ہے، نازک موقعوں پر تو وہ پتے ہوا دینے لگتے ہیں۔ کیا حدود آرڈیننس کے موقع پر یہ تجربہ نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا، "آزمودہ را آزمودن جہل است"۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو جس کا احتمال بہرحال موجود ہے۔

> **اسمبلی سے استعفے نہ دینا ہی اگر احتیاط کا تقاضا تھا تو پھر پہلے نپے تلے انداز میں یہ بات کیوں کی گئی۔ کیا یہ بے معنی تکرار اس لئے تھی کہ علماء کا تشخص داؤ پر لگ جائے**

ہماری نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

اگر احتیاط کا تقاضا یہی تھا جو 7 دسمبر کو خاصی بحث وتکرار کے بعد کیا گیا تو پھر پہلے نپے تلے انداز میں بات کیوں نہ کی گئی۔ کیا یہ بے معنی تکرار اس لئے تھی کہ علماء کا تشخص داؤ پر لگ جائے۔ بے گانے تو پہلے ہی اپنے ترکش کے تمام تر تیر آزما رہے تھے مگر اب تو اپنے بھی نالہ وفریاد کر رہے ہیں۔ کشتی بیچ منجدھار کے پہنچی تو پھر ہر چہ باداباد کے بجائے کیسی فقاہت اور کیسی ذہانت۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز مے گوئی دامن تر مکن ہشیار باش

اتحاد کے لئے ہم دلی ضروری ہوتی ہے، صرف ہم زبانی کافی نہیں ہوتی۔ حالات کی نامساعدت اور دگرگونی سے زباں و دل کی رفاقت میں دراڑیں خطرناک نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔

ہزار خوف ہو، لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

جب زبان و دل کی یکسانی لرزاں ہونے لگے تو اس کی بخیہ گری کے لئے مثبت کوششیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مولانا فضل الرحمٰن اس امر پر یکسو ہیں کہ تحریک کو کسی منزل پر پہنچا کر استعفوں کا رسک لینا چاہیے، یہی زیادہ کارگر اور مؤثر راہ عمل ہے اور محترم قاضی حسین احمد اور ان کی جماعت اس پر اپنے تحفظات پیش کرتی ہے تو پھر دونوں صلح وآشتی سے اپنا دائرہ کار متعین کر لیں۔ جمعیت اسمبلی کے اندر احتجاج ریکارڈ کرائے اور جماعت باہر رزم آرا رہے اور اسے جمعیت اور دوسری پارٹیوں کا تعاون بھی حاصل رہے۔ ایسے میں مجلس عمل کا اتحاد بھی برقرار رہ سکے گا اور دونوں کا موقف بھی شرمندۂ تعبیر ہونے لگے گا، اور اگر کسی ایسی منصوبہ بندی کے اختیار کرنے کا التزام نہ کیا گیا تو جگ ہنسائی میں مزید اضافہ ہوگا۔ قاضی حسین احمد مجلس عمل کو بچانے کے فکرمند ہیں۔ یہ کڑوا گھونٹ بھی انہوں نے پیا ہے اور وہ اس اتحاد کو امت کے لئے ایک نعمت قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو اس میں خیانت کئے جانے سے احتراز ضروری ہے مگر یہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ مجلس عمل کی شناخت کھوئی نہ ہونے پائے، اہل دین کا جامۂ تقدس تار تار نہ ہونے پائے، حکمرانوں نے مجلس عمل کے اس فیصلے پر اطمینان کا سانس لیا ہے اور ان کے نشاط کا عالم دیدنی ہے اس پر ہر لحظہ غور کیا جانا چاہیے۔

الیکٹرانک میڈیا پر مولانا شیرانی کا یہ ارشاد نشر ہوا کہ وہ مستعفی نہیں ہوں گے، مجلس عمل ٹوٹتی ہے تو ٹوٹتی رہے۔ اگر انہوں نے ایسا کہا تو واقعتاً یہ بہت بڑی جسارت ہے۔ مولانا محترم کی اس بات کو اس تناظر میں بھی دیکھنا چاہیے کہ جنرل مشرف فرماتے ہیں کہ "ان کی حقیقی قدر ان کے دل میں ہے وہ اسے خود ہی جانتے ہیں"۔ یہ منزلت انہیں مولانا فضل الرحمٰن سے بالا بالا میسر آئی یا اس میں کوئی اور پردہ نشین بھی چلمن سے لگے بیٹھے ہیں۔ اللہ نے جنہیں دل خبیر وبصیر دیا ہو، وہ لادینی سیاست کے خم و پیچ میں الجھ کر اپنی پہچان نہیں گنواتے۔ حضرت اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

جو بات حق ہو مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دل خبیر و بصیر
مری نگاہ میں ہے یہ سیاست لا دیں
کنیز اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر

غالب گمان ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن سعادتوں کے سفر کے بعد ایسا فیصلہ کریں گے کہ مجلس عمل اور ان سے وابستہ لوگوں کا بھرم قائم ودائم رہ سکے۔

کیا کرپشن محض مالی بے ضابطگی کا نام ہے؟

جاوید چودھری

ابراہام لنکن رات تین بجے سوتا تھا اور صبح چھ بجے جاگ جاتا تھا۔ وہ رات بارہ بجے کے قریب فائلیں پڑھنا شروع کرتا تھا اور دو بج کر 55 منٹ تک نوٹس لیتا رہتا تھا۔ سونے سے ایک منٹ پہلے تک اس کے ہاتھ میں قلم ہوتا تھا اور وہ کسی فائل کے کسی فقرے کے نیچے لکیر کھینچ رہا ہوتا تھا۔ وہ بتی بجھانے کے بعد اس فائل کو سائڈ ٹیبل پر رکھ دیتا تھا۔ صبح چھ بجے جونہی اس کی آنکھ کھلتی تھی اس کا ہاتھ بے اختیار سائیڈ ٹیبل کی طرف چلا جاتا تھا اور وہ فائل اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیتا تھا۔ وہ امریکا کا پہلا اور شاید واحد صدر تھا جس نے اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ کام میں صرف کیا۔ اس نے زندگی بھر تفریح نہیں کی' لہٰذا اس نے ولیم شیکسپیئر کے ڈراموں سے دس گناہ زیادہ صفحے لکھے اور ہارورڈ یونیورسٹی کی ایک چوتھائی کتابوں جتنے صفحات پڑھے۔ اس نے زندگی بھر تین گھنٹوں سے زیادہ نیند نہیں لی' لنکن کو 15 اپریل 1865ء کو فرصت کے دو گھنٹے ملے اور اس نے یہ دو گھنٹے تھیٹر میں گزارنے کا فیصلہ کیا لیکن فرصت کے ان دو گھنٹوں کے دوران وہ قتل ہو گیا۔ اس کی موت کے بعد کسی امریکی مؤرخ نے لکھا تھا ''کام لنکن کی زندگی تھا۔ وہ جونہی کام سے باہر نکلا اس کی زندگی ختم ہو گئی۔'' لنکن سے ایک بار کسی نے اس شب بیداری کے بارے میں پوچھا تو لنکن نے اسے جواب دیا تھا: ''میرے لیے تین گھنٹے کی نیند کافی ہے' لہٰذا میں سمجھتا ہوں میں اس کے علاوہ جو وقت پلنگ پر گزاروں گا وہ بددیانتی ہو گا' وہ کرپشن ہو گی'' ابراہام لنکن نے مزید کہا ''جو لوگ قدرت کی دی ہوئی صلاحیتوں سے پورا کام نہیں لیتے وہ کرپٹ ہوتے ہیں' وہ بھی قدرت کے سامنے جوابدہ ہیں۔''

مجھے نہیں معلوم ہمارے دانشور' علمائے کرام اور ہمارے ''کلین'' وزیراعظم جناب شوکت عزیز ابراہام لنکن کے اس فلسفے سے کہاں تک متفق ہیں لیکن مجھے لنکن کی بات میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کرپشن صرف رشوت' لوٹ کھسوٹ اور کالے دھن تک محدود نہیں' کرپشن کی تعزیر میں مالی بددیانتی ایک انتہائی چھوٹا اور معمولی جرم ہے' اصل جرم اس کے بعد شروع ہوتے ہیں اور بدقسمتی سے ہم نے آج تک ان جرائم پر غور کیا اور نہ ہی ہم نے کبھی ان کے تدارک کے لیے کوشش کی۔ اصل کرپشن نیت اور صلاحیتوں سے پورا کام نہ لینا ہوتی ہے' مثلاً اگر طالب علم 45 منٹ کے پیریڈ میں 30 منٹ تک دماغی طور پر حاضر رہتا ہے تو یہ کرپشن ہے' استاد تیاری کے بغیر کلاس میں آجاتا ہے تو یہ کرپشن ہے' ایک ڈاکٹر کو اللہ تعالیٰ نے روزانہ تیس مریض دیکھنے کی ہمت اور صلاحیت دے رکھی ہے لیکن وہ پانچ دس مریضوں کے بعد کلینک سے اُٹھ جاتا ہے تو یہ کرپشن ہے' انجینئر سائیٹ کا دورہ نہیں کرتا' پٹواری کاغذ پر غلط لکیر کھینچ دیتا ہے' کانسٹیبل چوک میں کسی شریف شہری کی پگڑی اچھال دیتا ہے۔ ایس ایچ او کسی کو بلاوجہ پکڑ لیتا ہے' چپڑاسی ایک میز کی فائل دوسری میز پر چھوڑ آتا ہے' دودھ والا دودھ میں پانی ملا دیتا ہے' سائیس گھوڑے کو وقت پر پانی نہیں پلاتا' تندورچی تنور میں روٹیاں جلا دیتا ہے'

> یقین کیجئے' صرف رشوت لینے والا شخص کرپٹ نہیں ہوتا بلکہ ہر وہ شخص جو اللہ کی دی ہوئی نعمت اور قابلیت سے پورا کام نہیں لیتا' اور جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بینائی سے شیطان کی سوئی میں دھاگہ ڈالتا ہے' کرپٹ اور بے ایمان ہوتا ہے

باورچی سالن میں نمک نہیں ڈالتا' مؤذن وقت پر اذان نہیں دیتا' گاڑی چلانے والا ٹریفک کے قوانین کی پابندی نہیں کرتا' کسان فصل کو پانی نہیں دیتا' ایم اے پاس نوجوان خود کو چپڑاسی اور کلرک کی نوکری تک محدود کر لیتا ہے' کمپنی کا مالک ملازمین کی تعداد میں اضافہ نہیں کرتا' بیمار بازار سے دوا نہیں خریدتا' پروفیسر کتابیں نہیں پڑھتا' کھلاڑی میدان میں نہیں اترتا' مسلمان نماز' روزے اور زکوٰۃ کی پابندی نہیں کرتا' مستری اینٹ نہیں لگاتا' مزدور مسالحے میں پورا سیمنٹ نہیں ڈالتا' کیمسٹ دواؤں میں اجزاء کی ترتیب درست نہیں رکھتا' ایم این اے اسمبلی نہیں جاتا' وزیر وزارت کا کام نہیں کرتا اور وزیراعظم دفتر نہیں بیٹھتا تو یہ کرپشن ہے۔

وزیراعظم صاحب اتفاق کریں یا نہ کریں لیکن کیا پاکستان جیسے غریب ملک میں 70 وزراء کی کابینہ کرپشن نہیں؟ کیا وزیراعظم نامزد ہونے کے بعد الیکشن لڑنا کرپشن نہیں؟ کیا سال میں ستر ستر غیر ملکی دورے کرنا اور ہر دورے میں سو سو لوگوں کو ساتھ لے جانا کرپشن نہیں؟ کیا زلزلہ زدگان کے فنڈز سے دو ارب روپے نکال کر غیر متعلقہ اداروں کے حوالے کر دینا کرپشن نہیں؟ کیا 728 سول عہدوں پر ریٹائرڈ فوجی افسر تعینات کر دینا' کیا 78 سیکرٹریوں کو ڈیڑھ ارب روپے کے پلاٹ دے دینا اور کیا لینڈ مافیا کو نوازنے کے لیے پنڈی گھیب میں ایئرپورٹ کی اجازت دے دینا کرپشن نہیں' کیا باوردی جمہوریت اور نیب زدہ سیاستدانوں کو اقتدار سونپ دینا کرپشن نہیں' کیا رچرڈ آرمیٹج کا حکم اور اس حکم پر سر تسلیم خم کر دینا کرپشن نہیں' کیا وزیراعظم کا ٹونی بلیئر کے اعزاز میں اذان رکوا دینا' کیا امریکہ کے حکم پر حدود آرڈیننس میں ترمیم کر دینا اور کیا نصاب سے آیتیں حذف کر دینا کرپشن نہیں اور کیا اسلامی ملک میں شراب اور بدکاری کی اجازت دے دینا کرپشن نہیں' وزیراعظم صاحب ایک لمحے کے لئے سوچیں اور جواب دیں۔

9 دسمبر کو پوری دنیا میں کرپشن کا عالمی دن تھا۔ اس دن ہمارے وزیراعظم صاحب نے فرمایا تھا ''صدر پرویز مشرف اور میں' ہم دونوں مالی کرپشن سے پاک ہیں'' وزیراعظم صاحب نے درست فرمایا کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں صدر پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز پر آج تک مالی کرپشن کا کوئی الزام نہیں لگا' لیکن پچھلے دس برسوں سے جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے ہم اسے کس خانے میں رکھیں! وزیراعظم کی توجہ کے لیے عرض ہے پاکستان میں آج تک جنرل ضیاء الحق سے بڑا کوئی مسٹر کلین نہیں گزرا۔ انہوں نے پوری زندگی ایک پیسے کی ہیرا پھیری نہیں کی تھی لیکن اپنی تمام تر ایمانداری کے باوجود انہوں نے پاکستان میں تاریخ کی سب سے بڑی کرپٹ کلاس پیدا کی تھی' انہوں نے عمروں اور حج تک کو رشوت کی شکل دے دی تھی۔ وہ نظریہ ضرورت سے مغلوب ہو کر اپنے مخالف سیاستدانوں کے منہ موتیوں سے بھر دیا کرتے تھے۔ ان کے دور میں غیر مستحق لوگوں کو جتنے پلاٹ ملے' اس کی تاریخ میں کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ جنرل ضیاء الحق پہلے حکمران تھے جن کے دور میں ہیروئن کے سمگلروں کی کلاس پیدا ہوئی' جن کے دور میں سرکاری جہازوں میں ہیروئن سمگل ہوتی رہی اور ان کے پروردہ لوگ نعشوں کے پیٹوں اور حج کے احراموں میں ہیروئن رکھ کر سعودی عرب لے جاتے رہے۔ جناب وزیراعظم صاحب کی توجہ کے لیے عرض ہے سردار فاروق احمد لغاری ایک تہجد گزار صدر تھے۔ ان پر آج تک مالیاتی کرپشن کا کوئی الزام نہیں لگا لیکن انہوں نے اقتدار کے دوران کیا کیا؟ انہوں نے ذاتی عناد پر ایک منتخب حکومت کو گھر بھجوا دیا' کیا یہ کرپشن نہیں تھی؟ پاکستان کی بیوروکریسی کی تاریخ میں غلام اسحاق خان جیسا کوئی دوسرا ایماندار افسر نہیں گزرا' لیکن انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اپنی انا کی تسکین کے (باقی صفحہ 7 پر)

☆ کیا دینی تعلیمات سے آگاہی کے لئے عربی زبان سیکھنا ضروری ہے؟ ☆ کیا مسجد میں نکاح کا انعقاد دوسرے مذاہب کی نقالی ہے؟

☆ اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ کیوں جوڑا جا رہا ہے؟

☆ نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو تو آدمی پہلے سنت ادا کرے یا جماعت میں شامل ہو؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: اسلام اور دہشت گردی کو ساتھ کیوں جوڑا جا رہا ہے۔ کیا اسلام میں دہشت گردانہ کارروائیوں کی گنجائش ہے؟ (ندیم الحسن)

ج: اسلام اور دہشت گردی دو انتہائی متضاد چیزیں ہیں۔ اسلام صرف خاص حالات میں طاقت کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام امن پسند شہریوں کے خلاف طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ بہرحال اس وقت اسلام کے احیاء کو روکنے کے لیے ایک عالمگیر مہم چل رہی ہے، اور اسلام اور دہشت گردی کو باہم مربوط ظاہر کرنے کے لیے مسلسل سازشیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں مسلمانوں سے منسوب دہشت گردی کی خبروں کو بلا سوچے سمجھے قبول نہیں کر لینا چاہئے۔ علاوہ ازیں آزادی کی تحریک اور تخریب کاری کو ایک نگاہ سے دیکھنا غلط ہے۔ اِس دور میں ریاستی دہشت گردی اصلاً دہشت گردی کی بدترین شکل ہے۔ جو کہ امریکہ' برطانیہ' انڈیا اور اسرائیل افغانستان' عراق' کشمیر اور فلسطین میں کر رہے ہیں۔

س: عوام الناس کی ایک بڑی اکثریت کا خیال ہے کہ روزِ محشر رسول کریم ﷺ کی شفاعت انہیں جنت میں پہنچا دے گی۔ اس بارے میں ہمیں کس حد تک یقین رکھنا چاہئے۔ (عاصمہ اختر)

ج: گناہوں میں پڑے رہنا توبہ تائب نہ ہونا' اصلاح احوال کی کوشش نہ کرنا اور یہ امید رکھنا کہ روزِ قیامت رسول اکرم ﷺ شفاعت کریں گے، درست نہیں کیونکہ ایسی کوئی ضمانت نہیں دی گئی۔ مثلاً کوئی اپنے کسی معاملے میں کسی بااثر شخصیت کی سفارش چاہے تو وہ اس شخصیت کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتا رہے اور آپؐ سے روزِ محشر شفاعت کی امیدیں باندھے، تو اُس کا یہ طرزِ فکر یقیناً خوش فہمی کے زمرے میں آئے گا۔ درست طرزِ عمل یہ ہے کہ آدمی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی بسر کرے، ممنوعہ افعال سے بچے۔ پھر کوئی کمی کوتاہی ہو جائے تو اللہ کی رحمت کی امید کی جانی چاہیے۔ کہ وہ جنت میں داخل کرے گا۔ ایسی صورت میں اللہ کی رحمت کا مظہر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ایسے بندے کے جنت میں داخلے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کو ذریعہ بنا دے۔ (واللہ اعلم)

س: کیا دینی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کو لازمی طور پر عربی زبان سیکھنا چاہئے۔ اس کی عملی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ (محمد طاہر)

ج: بلاشبہ عربی سیکھنا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لیے مفید ہے۔ اس کے نتیجے میں آپ قرآن و سنت کو زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ ترجمہ کے ذریعے اصلی متن کے بالکل مطابق اصل معانی فراہم کرنا انتہائی دشوار ہے۔ لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے عربی سیکھنا لازمی قرار دے دینا تو شاید ایک پیچیدہ صورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کے لیے مختلف زبانیں بنائیں۔ یہ اللہ کی عظمت اور قوت تخلیق کی دلیل ہے۔ البتہ مسلمان حکومتیں اگر عربی زبان کو لازمی مضمون کے طور پر نصاب میں شامل کر دیں تو بہتر ہے۔ جہاں ایسا نہ ہو وہاں مسلمان انفرادی طور پر عربی سیکھنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں کے لیے دوسرے مضامین کے ساتھ عربی زبان کی تدریس کا انتظام کریں۔

س: کیا اسلام مسجد میں نکاح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کا کوئی نکاح مسجد میں نہیں ہوا؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں نکاح محض دیگر مذاہب کی نقالی ہے۔ (نور اللہ)

ج: نکاح ویسے تو کہیں بھی ہو سکتا ہے اور اگر نبی کریم ﷺ کے نکاح مسجد میں نہیں پڑھائے گئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک مخصوص حالات میں منعقد ہوا۔ بعض نکاح اس وقت ہوئے جب آپؐ سفر میں تھے یا کسی خاص مہم پر تشریف لے جا رہے تھے البتہ آپؐ کے دور میں کئی شادیاں مسجد میں منعقد ہوئیں۔ آپؐ نے کئی نکاح مسجد میں پڑھائے۔ خود نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: (اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد و اضربوا عليه بالدف) یعنی "نکاح کا اعلانِ عام کیا کرو' اسے مساجد میں منعقد کرو اور اس موقع پر دف (بغرض اعلان و تشہیر و اظہارِ خوشی) بجاؤ۔"

اس حدیث کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین کا خیال ہے کہ اس میں "اسے مسجدوں میں منعقد کرو" والا حصہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے لیکن ظاہر ہے کہ صدرِ اول میں مساجد کی جو مذہبی' سیاسی اور معاشرتی اہمیت تھی اس کے پیشِ نظر مساجد میں عقدِ نکاح کی محفل کی تشویق و ترغیب بعید از قیاس نہیں۔ مسجد میں نکاح اس لحاظ سے باعثِ خیر و برکت ہے کہ مسجد بذاتِ خود خیر و برکت والی جگہ ہے۔

س: ایک آدمی مسجد میں اُس وقت آتا ہے جب فجر کی جماعت کھڑی ہو۔ تو وہ پہلے دو رکعت سنت ادا کرے یا جماعت میں شامل ہو جائے۔ (ظفر اقبال)

ج: اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے لیے مسجد میں آتا ہے اور فرض نماز کھڑی ہے تو اس حالت میں فجر کی سنتیں پڑھنے کے بارے میں دو آراء ہیں۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ نمازی کے لیے یہ لازم ہے کہ باجماعت فرض نماز میں شامل ہو۔ باجماعت فرض نماز کے دوران علیحدہ سے سنتیں پڑھنا خلاف سنت ہے' بلکہ مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا ہو اور اس دوران جماعت نماز کھڑی ہو جائے تو وہ سنتیں چھوڑ کر باجماعت نماز میں شریک ہو کیونکہ آپ کا فرمان ہے ((اِذَا اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلاَ صَلاَةَ اِلَّا الْمَكْتُوبَةَ)) یعنی "جب فرض نماز کھڑی ہو جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔

جبکہ دوسری رائے احناف کی ہے۔ ان کے نزدیک فجر کی فرض نماز کے وقت سنتیں پڑھنا جائز ہے چاہے امام کی قراءت کی آواز اسے آ رہی ہو بشرطیکہ سنتیں ادا کرنے والے اور جماعت کی صفوں کے درمیان کوئی رکاوٹ یعنی دیوار' ستون وغیرہ حائل ہو۔ اگر جماعت کی صفوں اور نمازی کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو تو احناف کے نزدیک بھی ایسی حالت میں سنتیں ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

دلائل کی رُو سے پہلی رائے راجح نظر آتی ہے کیونکہ فرض کی اہمیت سنن سے بہت بڑھ کر ہے جس طرح کہ اجتماعیت کو انفرادیت پر فوقیت حاصل ہے۔

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ میر پور (آزاد کشمیر)

8 دسمبر 2006ء بروز جمعۃ المبارک امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے مرکزی ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر کے ہمراہ میر پور (آزاد کشمیر) کا ایک روزہ دعوتی و تنظیمی دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق امیر محترم سوا دس بجے نقیب اسرہ میر پور فیاض اختر میاں کی رہائش گاہ پر پہنچے' جہاں ان کے استقبال کے لئے حلقۂ پنجاب شمالی کے معتمد راجہ اصغر اور اسرہ میر پور کے رفقاء موجود تھے۔ دعوتی پروگرام کے سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے جامع مسجد اقصیٰ میں ''امت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ مسجد کے خطیب مفتی اویس خان ایوبی نے گزشتہ جمعہ امیر محترم کے خطاب کا اعلان کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اسرہ میر پور کی کاوش سے مقامی ریڈیو اور اخبار کے ذریعے بھی آپ کے خطاب جمعہ کی خبر دے دی گئی تھی۔ چنانچہ لوگ کثیر تعداد میں امیر محترم کا خطاب سننے آئے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب کے قریب ہے' مگر اِس کے باوجود ذلت و مسکنت ان کا مقدر بنی ہوئی ہے۔ اس کا سبب دین سے بے وفائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ باجوڑ کے واقعات اور حدود آرڈیننس میں' حقوق نسواں کے حوالہ سے کی جانے والی ترامیم دراصل امریکی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کے حوالے سے امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں سے اسلام کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں' اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور ہر حرام چیز سے اجتناب کریں۔ انہیں ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ سہ نکاتی لائحہ عمل کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اہل ایمان اللہ کی رسی یعنی قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھامیں اور آپس میں تفرقہ بازی سے اجتناب کریں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ فروعی اختلافات اور ان کی بنیاد پر تکفیر کے فتوے درحقیقت من حیث القوم ہماری اسلام اور قرآن سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ اُمت کے اتحاد اور قوت کا ذریعہ قرآن و سنت کے ساتھ تمسک ہے۔ قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ ہمارے لئے ایک مکمل آئین ہے۔ اگر کسی نے قرآن و سنت کی موجودگی میں ان سے ہٹ کر کسی اور ذریعہ سے ہدایت و رہنمائی لینے کی کوشش کی تو ایسا شخص خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو خیر و فلاح کی دعوت دیں' منبع رشد و ہدایت قرآن حکیم کی طرف راغب کریں' انہیں نیکی کی تلقین کریں اور منکرات سے روکیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج برائی کی قوتیں پوری قوت سے شر و فساد کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں اور دینی قوتوں کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ اندریں حالات دعوت الی الخیر' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے عامۃ المسلمین پر زور دیا کہ وہ اعلیٰ سطح پر دینی حلقوں میں انتشار و خلفشار کو بطور جواز سامنے رکھ کر میدانِ عمل میں اپنے کردار سے غافل نہ ہوں' بلکہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر کمر بستہ ہو جائیں۔

چودھری رحمت اللہ بٹر نے جامع مسجد اہلحدیث سیکٹر 13/3 میں ''عبادت رب'' کے موضوع پر بڑی پُر مغز گفتگو کی۔ وہاں بھی حاضرین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ دونوں جگہوں پر کتابوں کے اسٹال لگائے گئے۔ لوگوں نے اِن میں بڑی دلچسپی لی۔

نماز عصر کے بعد جامع مسجد اہلحدیث ہی میں نقیب اسرہ میر پور فیاض اختر میاں کے بیٹے احمد فیاض کے عقد نکاح مسنونہ کی تقریب منعقد ہوئی۔ امیر محترم نے نہایت دلنشین انداز میں مسنون نکاح کی اہمیت اور افادیت بیان کی۔ یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ برادرم فیاض اختر میاں کے بیٹے کا یہ نکاح سنت کے مطابق ہوا۔ حاضرین اس بابرکت محفل میں شریک ہو کر اطمینانِ قلبی محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے اس کاوش کو خوب سراہا۔ بعد ازاں امیر تنظیم رفقاء کی معیت میں میر پور تنظیم کے دیرینہ رفیق جناب اختر زمان غوری کی رہائش پر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے مغرب کے وقت میاں صاحب کی رہائش پر واپسی ہوئی۔ نماز مغرب قریبی مسجد میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد امیر تنظیم نے ایک مقامی اخبار کو انٹرویو دیا' (جو اگلے روز شائع ہوا)۔ انٹرویو کے بعد آپ لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

(مرتب: شبیر احمد سلفی)

رمضان المبارک 2006ء کے حوالے سے حلقہ لاہور کی سرگرمیاں

☆ استقبالِ رمضان

اس سلسلے میں کل 24 پروگرام منعقد ہوئے' جن میں 1200 احباب شریک ہوئے۔ عروسہ شادی ہال' شاہدرہ میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے 400 احباب اور 17 رفقاء کو خطاب کیا۔

☆ تشہیر اور لٹریچر کی تقسیم

حلقہ لاہور میں ترجمۂ قرآن/خلاصۂ مضامین کے پروگراموں کی تشہیر کے لئے 36 بینر اور 50 پول ہینگر لگائے گئے جبکہ 22000 ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ رمضان المبارک کے حوالے سے مرکز تنظیم کی منتخب کردہ دعوتی و تبلیغی کتب کے 2000 سیٹ احباب میں تقسیم کیے گئے جبکہ 550 سیٹ بک سٹالز پر رکھوائے گئے۔

☆ دورہ ترجمۂ قرآن/خلاصۂ مضامین کے پروگرام

یہ پروگرام 16 مختلف مقامات پر منعقد ہوئے' جن میں شرکاء کی اوسط حاضری 70 کے قریب رہی۔ مدرسین میں جناب عمران حمید' جناب حافظ محمد زبیر' جناب عاطف وحید' جناب مرزا محمود الحسن' جناب محمد فواد' جناب ڈاکٹر عارف رشید' جناب افتخار احمد' جناب اقبال حسین' جناب شاہد اسلم' جناب مبارک گلزار' جناب حافظ عبد اللہ محمود' جناب حافظ اشرف' جناب عمیر افضال' جناب مسعود اقبال اور جناب نثار احمد خان شامل تھے۔ ایک مقام پر ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو پیش کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی میں ہونے والا دورہ ترجمہ قرآن اور آخری عشرہ میں بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 4 خطابات کیبل ٹی وی چینل پر براہ راست دکھائے گئے۔ حلقہ خواتین کے زیر اہتمام 3 مقامات پر ترجمہ قرآن کے پروگرام ہوئے' جن میں اوسط حاضری 55 رہی۔

☆ متفرق پروگرام

(i) مسجد توحید' آؤٹ فال روڈ میں روزانہ بعد نماز فجر جناب نثار احمد خان نے منتخب نصاب کا درس دیا۔

(ii) مسجد الغنی' لوہاری گیٹ میں روزانہ ظہر اور عصر کے بعد درس حدیث ہوتا رہا۔

(iii) جامع مسجد خدام القرآن' والٹن روڈ میں روزانہ بعد نماز فجر عربی کلاس کا سلسلہ جاری رہا۔ معلم جناب حبیب الرحمٰن قریشی تھے۔

(iv) جناب حاجی غلام یاسین کی رہائش گاہ پر تراویح کے دوران ان کے بیٹے نے قرآن مجید سنایا جبکہ خلاصۂ مضامین کا پروگرام انہوں نے خود مکمل کیا۔

(v) دوران ماہ رمضان مسجد الھدیٰ' بہار شاہ روڈ میں خطابات جمعہ کے فرائض جناب ڈاکٹر ابراہیم نے انجام دیئے۔

(vi) جامع مسجد بنت کعبہ' سمن آباد میں 21 ویں شب جناب حافظ محمد زبیر نے ''اعتکاف کی عظمت و اہمیت'' 23 ویں شب جناب حسن ظہیر نے ''حقیقت ایمان'' 25 ویں شب جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ''حضور ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' 27 ویں شب جناب مرزا ایوب بیگ نے ''لیلۃ القدر: شب پاکستان'' 29 ویں شب جناب عاصم نذیر بخاری نے ''جسم اور روح'' جبکہ 30 ویں شب جناب غازی محمد وقاص نے ''قرب الٰہی بذریعہ فرائض و نوافل'' پر گفتگو کی۔

(vii) جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں جمعۃ الوداع کے اجتماع سے بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ''احیائے دین کے تقاضے'' کے عنوان سے خطاب ارشاد فرمایا۔

جامع مسجد باب محمد' علامہ اقبال ٹاؤن میں 26 ویں شب کو جناب عمیر افضال نے ''ایمانیات ثلاثہ'' 27 ویں شب کو جناب اخلاق احمد فاروقی نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' 28 ویں شب کو جناب اعجاز احمد خان نے ''اسلامی ضابطۂ حیات'' جبکہ 29 ویں شب کو بھی انہی نے ''اسلامی معاشرے کی تشکیل'' کے عنوان سے گفتگو کی۔

(viii) حلقہ لاہور میں تکمیل قرآن کی 5 محفلیں منعقد ہوئیں جن سے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب، جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، جناب حسن ظہیر اور جناب عبداللہ محمود نے خطاب فرمایا۔ ان پروگراموں میں مجموعی طور پر 800 سے زائد احباب نے شرکت کی۔

☆ **منفرد اسرہ ساہیوال**

منفرد اسرہ ساہیوال کے تحت درج ذیل پروگرام ہوئے۔

(i) استقبال رمضان کے 3 پروگراموں میں مجموعی طور پر 165 مرد و خواتین شریک ہوئے۔

(ii) ہفتہ میں دو دن خواتین کے لئے سورۂ آل عمران کے درس کا اہتمام کیا گیا۔

(iii) 15 رمضان المبارک تک روزانہ جناب امداد خان بلوچ کی رہائش گاہ پر عصر تا مغرب درس قرآن کا پروگرام رہا۔

(iv) فرید ٹاؤن میں ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر کی رہائش گاہ پر خواتین اور نوجوانوں کے لئے دو علیحدہ علیحدہ پروگرام ہوئے۔

(v) جناب عبداللہ نعیم کی رہائش گاہ پر درس قرآن کا پروگرام منعقد ہوا' جس میں 150 خواتین وحضرات شریک ہوئے۔

(vi) جناب عبدالستار کے گھر درس قرآن کی محفل ہوئی' جس میں احباب کی تعداد 100 رہی۔

(vii) 24 رمضان المبارک کو جناب حافظ عامر کی رہائش گاہ پر آدھے گھنٹے کا خطاب ہوا۔ اسی شب جناب رانا خالد عزیز کی رہائش گاہ پر ختم قرآن کی محفل اور دعا ہوئی جس میں پون گھنٹے کی گفتگو رہی۔

(viii) 26 ویں شب ادارہ فہم دین ساہیوال کے صدر ڈاکٹر نسیم احمد شیخ کے بیٹے کی ختم قرآن کی تقریب سے 40 منٹ خطاب کیا۔

(ix) 26 ویں شب جناب احسن حفیظ کی رہائش گاہ پر خصوصی پروگرام ہوا' جس میں 50 اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد وخواتین نے شرکت کی۔

(x) 27 ویں شب جناب میاں محمد یونس کی رہائش گاہ پر ختم قرآن کی محفل میں ایک گھنٹہ خطاب ہوا۔

(xi) 28 ویں شب جناب میاں لطیف کی رہائش گاہ پر ان کے بیٹے کے حفظ قرآن کی تقریب میں خطاب ہوا۔

(xii) حافظ معاذ عبداللہ کے ختم قرآن کے سلسلے میں منعقدہ تقریب میں ایک گھنٹہ بھرپور خطاب ہوا اور تنظیم کی دعوت پیش کی گئی۔ خواتین وحضرات کی تعداد 130 رہی۔

ان تمام پروگراموں میں مدرس ومقرر نقیب اسرہ ساہیوال جناب عبداللہ سلیم تھے۔

☆ **منفرد اسرہ عارف والا**

بلدیہ ہال میں 24 رمضان المبارک کو ایک بھرپور دعوتی پروگرام ہوا' جس میں 300 احباب شریک ہوئے۔ نقیب اسرہ ساہیوال جناب عبداللہ سلیم نے پون گھنٹہ گفتگو کی اور تنظیم کی دعوت پیش کی۔

(رپورٹ: محمد یونس۔ تلخیص: محمد خلیق)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام خواتین کا دعوتی پروگرام

26 نومبر 2006ء تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام خواتین کے ایک دعوتی وتربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام سہ پہر تین بجے تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے رفیقہ تنظیم نے وضاحت کی کہ بحیثیت امت مسلمہ ہم سب داعی ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ بحیثیت داعی اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کریں اور اُن کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ بعدازاں نقیبہ محترمہ نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امت وسط بنایا ہے۔ اب ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنا محاسبہ کریں۔ جب تک ہم خود عمل میں پختہ نہ ہوں گے اس وقت تک ہماری دعوت بے اثر رہے گی۔ اس لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو پایا جائے۔ اللہ اسی شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے۔

یہ دعوتی پروگرام خاصا مفید رہا۔ رفیقات تنظیم اور دیگر خواتین نے عزم کیا کہ ہم انشاء اللہ العزیز اپنی ان ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔ چند خواتین نے تنظیم میں شمولیت کا اعلان بھی کیا۔ اِس پروگرام میں چالیس کے لگ بھگ رفیقات اور دیگر خواتین شریک ہوئیں۔ مسنون دعا کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

(مرتبہ: رفیقہ تنظیم)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی شب بیداری

25 نومبر 2006ء کو تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نماز مغرب کے بعد تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد برادر پرویز اکرام بھٹی نے مختلف احادیث بیان کیں۔ حافظ نعیم صفدر بھٹہ نے مختصر درس دیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کے حوالے سے کہا کہ اللہ کی محبت کا ذریعہ دنیا سے بے رغبتی ہے' جبکہ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی طمع چھوڑ دے۔ انہوں نے سورۃ المائدہ کی آیت ''کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں' حالانکہ اللہ سے بہتر حکم دینے والا کون ہو سکتا ہے۔'' کی روشنی میں حدود آرڈیننس اور حقوقِ نسواں بل پر بھی اظہارِ خیال کیا۔

نماز کے بعد امیر تنظیم اسلامی عبدالقدیر بٹ نے سورۂ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کے حوالہ سے ''امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل'' پر درس دیا۔ جناب فیصل وحید کا موضوع تھا: ''دوست کیسے بنائیں۔'' انہوں نے کہا کہ ہر انسان چاہتا ہے کہ کوئی ہو جو اس کے دکھ سکھ میں شریک ہو۔ قرآن وسنت کی تعلیم یہ ہے کہ ہماری دوستی متقین کے ساتھ ہو۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ نیک ہم نشین بناؤ۔ بخاری شریف میں ہے کہ آدمی جن لوگوں سے محبت کرے گا انہیں میں سے ہوگا۔ آج کل اکثر مسلم ممالک کے حکمران اپنے مغربی آقاؤں کو اپنا پشت پناہ اور دوست خیال کرتے ہیں اور ہمارے ہاں روشن خیال حکمران تو امریکہ کی دوستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ حدیثِ قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہوگئی ہے جو مجھے خوش کرنے کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' میرے لئے ایک دوسرے کے ہم نشیں ہوتے ہیں' میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لئے ہی ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔'' جناب عادل قریشی (رکن مرکزی شوریٰ) نے الرحیق المختوم کے حوالے سے سیرت نبوی ﷺ پر گفتگو کی۔ اس کے بعد فکر تنظیم کے حوالے سے سوالاً جواباً ایک مذاکرہ ہوا' جسے جنید بھائی نے Conduct کیا۔ مسنون دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: اعجاز عنصر)

✿✿ ضرورت رشتہ ✿✿

☆ سید فیملی کی 24 اور 25 سالہ بہنیں تعلیم میٹرک' باپردہ' شریعت کی پابند' گھر گرہستی میں ماہر' متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے برسر روزگار' دیندار گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔

اور

B.A میں زیر تعلیم 24 سالہ باپردہ بیٹی کے لئے دیندار گھرانے سے برسر روزگار رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 042-5163525

☆☆☆☆

☆ نیک شریف گھرانہ' مغل خاندان کی بیٹی تعلیم B.Ed' MSc' عمر 22 سال' قد 5 فٹ 4 انچ کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ۔ 042-6843041 موبائل: 0333-4901754

☆☆☆☆

☆ راولپنڈی کی رہائشی فیملی کو بیٹی' رفیقہ تنظیم' تعلیم ایم اے انگلش' عمر 26 سال' کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: سردار اعوان' 3-042-5869501

بعث پارٹی کی طرف دوستانہ ہاتھ

عراقی وزیراعظم' نوری المالکی کی سات ماہی حکومت خاصی مشکلات کا شکار ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ فرقہ ورانہ فسادات ہیں جو روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں وزیراعظم نے قومی اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک کانفرنس بلوائی جس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے عراق کی سابق حکمران جماعت 'بعث پارٹی' کی طرف بھی زیتون کی شاخ بڑھائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صدام حکومت کے وہ سابق عہدے دار آگے آئیں جو اپنی قوم اور ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ان کی حکومت میں شامل بعض عناصر اس سے ناخوش ہیں۔ ان میں مقتدیٰ الصدر نمایاں ہیں جو نوری المالکی پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف امریکا نے مزید 25ہزار فوجی عراق بھیجنے کا اشارہ دے دیا ہے۔

یورپی یونین میں ترکی کی شمولیت

ترک حکومت عرصہ دراز سے کوشش کر رہی ہے کہ وہ 25 ممالک کے اتحاد یورپی یونین کا حصہ بن جائے مگر بیشتر یورپی ممالک یہ نہیں چاہتے۔ ترک فوج نے خود کو لادینی قرار دے کر مغربی تہذیب و معاشرت ترکی پر ٹھونسنے کی بہت کوشش کی ہیں مگر اب رفتہ رفتہ ترکوں کو احساس ہو رہا ہے کہ انہوں نے قومی شناخت کو چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ کوا چلا ہنس کی چال' اپنی بھی بھول گیا۔

جب بھی ترکی کو یورپی یونین میں شامل کرنے کے سلسلے میں مذاکرات ہونے کا مرحلہ آتا ہے' تو یورپی ممالک ایسا کوئی نہ کوئی شوشا چھوڑ دیتے ہیں جن کے باعث وہ کھٹائی میں پڑ جاتے ہیں۔ اس بات پر ترک حکومت بہت چراغ پا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اب ترکوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور یہ اُن میں احساس مزید تقویت پائے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں اپنا طرز زندگی ہی بہتر ہے۔

طالبان کے پیچھے پاکستان نہیں

افغانستان کے صدر حامد کرزئی اور بین الاقوامی میڈیا مسلسل یہ تاثر ابھار رہے ہیں کہ حکومت پاکستان طالبان کی مدد کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ پچھلے دنوں امریکی وزیر خارجہ' کونڈ ولیزارائس نے ایک انٹرویو کے دوران کہا کہ طالبان نے پاکستانی سرحد پر اپنے اڈے قائم کر لیے ہیں۔

حکومت پاکستان اور طالبان دونوں اس امر سے انکاری ہیں کہ ان کے مابین تعلق موجود ہے۔ طالبان کے ترجمان' محمد حنیف کا کہنا ہے ''پاکستان ہمارے جانی دشمنوں میں سے ایک ہے کیونکہ اسی کی مدد کے باعث ہی امریکی ہماری حکومت گرانے میں کامیاب ہوئے۔ طالبان تحریک خالصتاً افغانی ہے' جسے افغان قوم کی حمایت حاصل ہے۔ ہمارا نشانہ وہ افواج ہیں جنہوں نے ہمارے علاقے پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہم ان کے انخلاء تک اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔

متحدہ عرب امارات میں انتخابات

متحدہ عرب امارات سات ریاستوں پر مشتمل ایک اتحاد ہے' جو 1971ء میں وجود میں آیا تھا۔ اس پر شیوخ کی حکومت ہے تاہم اب وہاں بھی جمہوریت کے جراثیم پلنے بڑھنے لگے ہیں کیونکہ امریکا اور دیگر عالمی طاقتیں یہی چاہتی ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ عرصہ قبل امارات نے ایک مشاورتی کونسل قائم کی تھیں جس میں 40 ارکان عوامی ووٹوں سے چنے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ ووٹر امارات کے حکمران ہی چنتے ہیں۔

پچھلے دنوں مشاورتی کونسل کی بیس نشستوں کے لیے رائے شماری ہوئی۔ یہ یو اے ای میں اپنی نوعیت کی پہلی رائے شماری تھی۔ اس میں 6689 ووٹروں نے ووٹ ڈالے جنہیں امارات کے حکمرانوں نے منتخب کیا تھا۔ ان کی تعداد امارات کی آبادی کے لحاظ سے ''ایک فیصد'' بنتی ہے کیونکہ یو اے ای کی آبادی آٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان ووٹروں نے ایک عورت بھی منتخب کر لی ہے۔ یوں امریکی اپنی تہذیب و معاشرت کے جو جراثیم اسلامی ممالک میں لانا چاہتے ہیں اُس سلسلے میں انہیں خاصی کامیابی ہو رہی ہے۔

اسلام پسندوں اور صومالی حکومت کے مابین معاہدہ

جب سے جنوبی صومالیہ میں اسلام پسندوں نے حکومت سنبھالی ہے' امریکی اور اس کے اتحادی تشویش میں مبتلا ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک اور اسلامی حکومت ان کے لیے مسائل کھڑے کر سکتی ہے۔ اسی لیے وہ صومالی اسلام پسندوں کو زوال سے دوچار کرنے کے لیے مختلف سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کا ایک منصوبہ یہ بھی ہے کہ ایتھوپیا کی طاقت ور فوج سے حملہ کروا کر جنوبی صومالیہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ عالمی سازشوں کے نتیجے میں اس اسلامی ملک کا جو حال ہوا ہے' وہ نہایت عبرت ناک ہے۔ حقیقت میں عالمی طاقتوں کا مقصد ہی یہی ہے کہ جو اسلامی ملک ان کے اشاروں پر نہ چلے یا وہاں کی عوام میں بغاوت کا مادہ ہو' تو اُسے کسی نہ کسی طرح تباہ کر دیا جائے۔ عراق اور افغانستان کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

صومالیہ سے یہ خوش آئند خبر ملی ہے کہ اسلام پسندوں اور وفاقی صومالی حکومت کے مابین امن مذاکرات بحال کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ دراصل صومالیوں میں جتنا اتحاد بڑھے گا' بیرونی طاقتوں کی سازشیں اتنی ہی کم ہو جائیں گی۔ اسلام پسندوں کے رہنما' شیخ شریف احمد اور صومالی پارلیمنٹ کے اسپیکر شریف حسن شیخ نے پچھلے دنوں عدن میں ملاقات کی ہے۔ اس ملاقات کا اہتمام یمن کے صدر' علی عبداللہ صالح نے کیا تھا۔ دونوں رہنماؤں نے اس امر سے اتفاق کیا کہ آنے والے دنوں میں مذاکرات کیے جائیں تا کہ صومالیہ کے سیاسی اور معاشی مسائل گفت و شنید سے حل کیے جا سکیں۔

ایران کی عرب ممالک کو ایٹمی ٹیکنالوجی کی پیشکش

ایران کے صدر احمدی نژاد نے کہا کہ پرامن ٹیکنالوجی خلیجی ریاستوں سمیت سب کا حق ہے اور ایران خطے کے عرب ممالک کو توانائی کے نئے اور تیل کے متبادل ذرائع کے حصول کے لئے پر امن ایٹمی ٹیکنالوجی میں حصہ دار بنانے کے لئے تیار ہے۔ احمدی نژاد نے یہ پیشکش ایران کے دورے پر آئے ہوئے کویتی وفد کے ساتھ تہران میں ملاقات کے دوران کی۔ یہ اعلان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب گزشتہ ہفتے خلیج تعاون کونسل کے اجلاس کے بعد جاری اعلامیہ میں خلیجی عرب ملکوں نے توانائی کے حصول کے لئے پرامن ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کی خواہش ظاہر کی تھی۔

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح

قرآن حکیم کے آئینے میں

ڈاکٹر اسرار احمد

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 20 روپے ' اشاعتِ عام: 12 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 03-5869501

بقیہ: اداریہ

کریں۔ اور سماجی یک رنگی ہم آہنگی فروغ پا سکے۔

سندھ کی تاریخ کا آغاز محمد بن قاسم سے نہیں' موہنجوداڑو سے ہوتا ہے' کس قدر خطرناک انحراف ہے۔ کیا سیکولر حکمران مسلمانوں کو اپنی تاریخ سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں' اُس سے ناطہ توڑنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اہل پاکستان کے ساتھ سنگین واردات کے مترادف ہے۔ وزیر تعلیم پر واضح ہونا چاہیے کہ ہماری تاریخ کا آغاز حضرت محمد عربی ﷺ سے ہوتا ہے' اور برصغیر کے حوالے سے ہماری تاریخ بلاشک وریب محمد بن قاسم ہی سے شروع ہوتی ہے۔ بانی پاکستان نے واضح کیا تھا کہ پاکستان اُسی دن معرض وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ موہنجوداڑو ہماری تاریخ کی ابتدا نہیں' ہاں یہ انسانی تاریخ کا ایک باب ضرور ہے' اور اگر بات انسانی تاریخ کی ہو تو اس کا آغاز بھی بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے' نہ کہ کسی اور شخصیت' مقام یا عہد سے۔ اسی طرح ہماری تہذیب جو کہ اسلامی تہذیب ہے' کا ناطہ بھی محمد بن قاسم سے جڑتا ہے' نہ کہ موہنجوداڑو' ہڑپہ اور اشوکا سے۔

اِس بات کا فیصلہ کہ اسلامیات کے مضامین اب صرف اسلامیات میں ملیں گے' کسی اور مضمون میں اس طرح کا مواد شامل نہیں ہوگا' مملکت خداداد کو سیکولرازم کی راہ پر ڈالنے کی کوششوں کا حصہ ہے۔ ہماری روشن خیال حکومت نئی نسل کا رشتہ اسلامی نظریہ' نظریہ پاکستان سے کاٹ دینا چاہتی ہے۔ 7 دسمبر کے قومی اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر اسی کی چغلی کھا رہی ہے۔ خبر کے مطابق وزارت تعلیم نے مطالعہ پاکستان نہم دہم جماعت کا نیا نصاب تیار کیا ہے جو اگلے سال (2007) سے نافذ ہوگا۔ اِس نصاب میں دیگر تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ایک نہایت خطرناک تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ نظریہ پاکستان کا مفہوم بدل دیا گیا ہے۔ انکشاف کیا گیا کہ قیام پاکستان کا سبب مذہب نہیں بلکہ مسلمانوں کی اقتصادی پسماندگی تھی۔ اِس کا مطلب واضح ہے کہ اب نئی نسل کو بتایا جائے گا جب انگریز برصغیر کو چھوڑنے لگے تو مسلمانوں نے سوچا کہ ہندو وسیع القلب اور رحم دل ہونے کے باوجود کہیں مستقبل میں اُن کے ساتھ بدسلوکی نہ کرنے لگے۔ مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہونے والا یہ بے بنیاد وسوسہ اور غلط فہمی پاکستان کا محرک ہوئی۔

حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ نظریہ پاکستان نظریہ اسلام ہے اور یہی وطن عزیز کے تحفظ اور سالمیت کا ذریعہ ہے۔ اِسے کمزور کرنے کا مطلب پاکستان کو کمزور کرنا ہے۔ اِس کا تماشا ہم پہلے بھی بنگلہ دیش کی علیحدگی کی صورت میں دیکھ چکے ہیں۔ سقوط ڈھاکہ کا المناک سانحہ جہاں اور بہت سے سیاسی اور اقتصادی عوامل کا نتیجہ تھا' وہاں اس کا اہم سبب ہماری اللہ تعالیٰ سے کئے گئے نفاذ اسلام کے وعدہ سے انحراف اور مشرقی پاکستان کے سکولوں اور کالجوں میں دو قومی نظریہ کے خلاف مسلسل پروپیگنڈا بھی تھا۔ پاکستان کی شکست وریخت میں ڈھاکہ کے غدار' پاکستان کے بدکردار اور مکار تین کرداروں نے جو کردار ادا کیا وہ تو اِس کہانی کا اختتام تھا' ورنہ کئی سالوں سے مشرقی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں دو قومی نظریے کے خلاف کھل کر تبلیغ کی جاتی رہی۔ ہزاروں ہندو اساتذہ سکولوں اور کالجوں میں مغربی پاکستان کے خلاف نفرت کے جذبات اُبھارتے رہے۔ اِن لوگوں نے بچوں کو بتایا کہ اُن کے لئے آزادی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پہلے وہ انگریز کے غلام تھے اب مغربی پاکستان کے لوگ اُن کا معاشی استحصال کر رہے ہیں۔ نظریہ پاکستان جو ہماری بنیاد تھی' کو کمزور کرنے کے نتیجے میں چوبیس سالوں میں ایک ایسی نسل پروان چڑھی جو اپنے دل میں مغربی پاکستان کے خلاف شدید نفرت اور عناد رکھتی تھی۔ یہی نسل مکتی باہنی کی اصل طاقت تھی' جس نے پاکستان کو دولخت کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ لگتا ہے کہ جو کردار شعوری طور پر مکتی باہنی نے 71 میں ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے خاتمے کے لئے ادا کیا' وہی کردار ملک کی نظریاتی سرحدوں کے ضمن میں شعوری یا غیر شعوری طور پر ہمارے روشن خیال سیکولر انتہا پسند حکمران ادا کر رہے ہیں۔ اگر حکمران اس سے باز نہ آئے تو' خاکم بدہن ایسی صورت میں اسلام اور پاکستان دشمنوں کے عزائم کو پورے ہونے میں دیر نہ لگے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام بد سے بچائے۔

ہم ارباب اقتدار سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ نظریہ پاکستان کو کمزور کر کے جس طرح کل وطن عزیز کو دولخت کیا گیا اگر آج باقی ماندہ پاکستان کے کسی صوبے کے عوام اپنے دو قومی نظریے کو فراموش کر کے اسی بنیاد پر وفاق کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا استحصال کیا جا رہا ہے' تو پاکستان کی وحدت اور سالمیت کا تحفظ کیسے کیا جائے گا۔ حکمرانو! خدارا! پاکستان پر رحم کرو اور تعلیم کی سیکولرائزیشن سے باز آ جاؤ' ورنہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ تعلیم کے شعبے میں مغربی آقاؤں کی خواہشات کے مطابق کی جانے والی تبدیلیوں سے قوم کو کوئی بھلا نہ ہوگا۔ ایسا نصاب پڑھا کر معاشرے میں اباحیت' بے حیائی اور لبرل ازم کو تو فروغ ضرور حاصل ہوگا مگر صحیح معنوں میں علمی ترقی اور نئی نسلوں کی ذہنی نشوونما اور سیرت و کردار کی تعمیر ہرگز نہ ہو سکے گی۔

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے ''ہیں'' کہ لائے گی فراغت تعلیم
''ڈر ہے'' کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

دعائے صحت

☆ رفیق تنظیم اسلامی محمد فہیم کے بھائی عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
☆ رفیق تنظیم اسلامی گلستانِ جوہر عبدالحفیظ عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
☆ منفرد اسرہ اوکاڑہ کے رفیق تنظیم منظور احمد کو گزشتہ دنوں دل کا دورہ پڑا۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین!

دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی پشاور سے تعلق رکھنے والے مبتدی رفیق تنظیم جناب احسن صلاح الدین کے والد اور ایک اور مبتدی رفیق تنظیم جناب محمد حارث نعمان کے والد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔
☆ قرآن اکیڈمی کے شعبہ مطبوعات کے کارکن حافظ محبوب احمد خان کی نانی وفات پا گئی ہیں۔
☆ قرآن اکیڈمی لائبریری کے لائبریرین شیخ محمد نصیر کے بھائی انتقال کر گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حلقہ بلوچستان میں ناظم حلقہ کا تقرر

امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 14 دسمبر میں مشورہ کے بعد حلقہ کے امیر کی تجویز کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب محبوب سبحانی صاحب کو ناظم حلقہ بلوچستان مقرر کر دیا ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No.46

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Philip Sherwell

Saudis and Iran prepare to do battle over corpse of Iraq

The gulf's two military powers, Sunni-Muslim Saudi Arabia and Shia Iran, are lining up behind their warring religious brethren in Iraq in a potentially explosive showdown, as expectations grow in both countries that America is preparing a pull-out of its troops.

A pool of blood and a damaged vehicle after a bomb blast in Baghdad

The Saudis, America's closest allies in the Arab World, were reported be considering providing anti-US Sunni military leaders with funding, logistical support and even arms - as Iran already does for Shia militia in Iraq - in an article last week by Nawaf Obaid, a senior government security adviser.

Riyadh is alarmed that Sunnis in Iraq could be abandoned to their fate - military and political - at the hands of the Shia majority. Indeed, President George W Bush dispatched his vice-president Dick Cheney to Saudi last weekend after the kingdom demanded high-level consultations about their concerns. They told him that Iran was trying to establish itself as the dominant regional power through its influence in Iraq, Lebanon and the Palestinian territories.

Although a Saudi government spokesman yesterday sought to play down Mr Obaid's view as personal, saying it "does not reflect in any way the kingdom's policy and positions, which invariably uphold the security, unity and stability of Iraq with all its sects", Riyadh has also expressed its fears about Iranian's regional power play to other Western states.

Alarm in the traditional homeland of the Sunni branch of Islam deepened last week as it emerged that some senior US intelligence officials and diplomats are urging the Bush administration to abandon stalled attempts to reach a compromise with Sunni dissidents in Iraq and adopt a controversial "pick a winner" strategy instead, giving priority to Shia and Kurd political factions.

advertisementThe proposal is also known as the "80 per cent solution" since the Sunnis, who ruled the country under Saddam Hussein, comprise just 20 per cent of Iraq's 26 million population. It has been put forward as part of a crash White House review of Iraq strategy. Its backers claim that ambitious attempts to woo anti-US Sunni insurgents have failed, and now risk alienating Shia leaders as well, leaving the US without strong political allies in Iraq.

As the frenzy of diplomatic activity intensifies, the Iraq Study Group, a bipartisan panel of foreign policy experts, this week plans to recommend the US withdraws nearly all of combat troops by early 2008.

Although President Bush continues to insist he will not tie US policy to timetables for withdrawal, the panel's recommendations will fuel the belief that a major US pull-out will be under way soon.

The issue was at the fore yesterday when 40 people were killed and more than 80 wounded after three car bombs exploded in Baghdad. The attacks came after US and Iraqi forces raided insurgent strongholds in the city of Baquba.

In Teheran, Iranian leaders have made clear that they believe they are the big winners from America's involvement in Iraq. "The kind of service that the Americans, with all their hatred, have done us — no superpower has ever done anything similar," Mohsen Rezai, secretary-general of the powerful Expediency Council that advises the Supreme Leader Ayatollah Khamanei, boasted on state television recently. "America destroyed all our enemies in the region. It destroyed the Taliban. It destroyed Saddam Hussein... The Americans got so stuck in the soil of Iraq and Afghanistan that if they manage to drag themselves back to Washington in one piece, they should thank God. America presents us with an opportunity rather than a threat — not because it intended to, but because it miscalculated. They made many mistakes".

Iran also watched with pleasure as America, Britain, France and Germany failed to persuade Russia and China to sign up to a package of sanctions against Iran in a draft United Nations Security Council resolution. The West wanted to punish Tehran for pushing ahead with banned uranium enrichment for its nuclear programme. The US is now drawing up plans for a diplomatic "coalition of the willing" to pursue sanctions outside UN auspices.

The Iraq Study Group is also expected to recommend opening dialogue with Iran and Syria over Iraq, a move being resisted by hardliners who rule out talks with two regimes that are fomenting violence. However, in a break with previous policy, Mr Bush will meet tomorrow in Washington with Abdul Aziz al-Hakim, head of the Supreme Council for the Islamic Revolution in Iraq, a party closely tied to Iran.

The talks are part of US efforts to strengthen links with Shia politicians and to undercut the influence of Moqtada al-Sadr, the firebrand cleric and militia leader on whose support the prime minister Nuri al-Maliki depends. The meeting will fuel Sunni fears they are being sidelined even though the White House also announced plans for future talks with the country's Sunni deputy prime-minister.

(Courtesy: Sunday Telegraph)